

ہر خاص و عام خصوصاً بڑے منکرانِ سنت و رسالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِحْتِشَامِ الْمُنْتَهٰی دینِ انبیا کے استفادہ

مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو زندہ ہیں  
زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزماں ہوئے

سب ۱۳



ازافادات

زینتِ الایمان لیا زینۃ الاتقیاء ضیاء الحق والذین مجاہد اعظم  
علا حافظ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین قادسیہ لعلیہ العزیز

آستانہ عالیہ سیال شریف سرگودھا ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء

شائع کردہ: سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی

بانی ناظم اعلیٰ مجلس ترقی الاسلام سلیمانہ ایس۔ پی۔ ۳۱ بلاک نمبر ۲، بکسٹن گھنٹی کراچی پاکستان

الحمد لله والمنته کہ دریں ایام برائے استفادہ  
 مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو زندہ ہیں  
 زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزماں ہوئے  
 ارفاض و عام و خصوصاً برائے منکران سنت رسالہ

# لمسیح معیارات ضیاء الشمس

(از افادات)

زینت الاولیاء زبدۃ الاتقیاء ضیاء الحق والدین مجاہد اعظم  
 علامہ حافظ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین قدس سرہ العزیز آستانہ عالیہ سیال شریف سرگودھا  
 ۱۳۲۹ھ بمطابق ۱۹۱۱ء

آں کس است اہل بشارت کہ اشارت داند  
 نکتہ ہاہست بے محرم اسرار کجاست

(شائع کردہ)

ابوالحسن سید شاہ منظور ہمدانی  
 بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، ایس۔ ٹی ۳۱ بلاک نمبر ۲، کہکشاں کلفٹن کراچی، پاکستان

جملہ حقوق بحق ”انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی“ محفوظ ہیں:

84778	معيار المسح	:	نام کتاب
	ضياء الممّلت خواجه محمد ضياء الدين سيالوي	:	مؤلف
	(ثالث غريب نواز)	:	
	سيد ابوالحسن شاه منظور، همداني	:	ناشر
	فروري ۲۰۰۹ء	:	طبع جديد
۳۰ روپے صرف	ہدیہ : ۷۰ روپے	:	صفحات

ملنے کے پتے:

- آستانہ عالیہ سیال شریف، سرگودھا، پاکستان۔
- دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی۔
- دارالعلوم سلیمانیہ۔ ایس ٹی ۳۱، بلاک ۲، کہکشاں کلفٹن، کراچی۔

فون: 021-5371901

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵	ابتدائیہ	۱
۱۴	استخراج مسائل	۲
۱۸	پہلا خط	۳
۲۰	دوسرا خط	۴
۲۱	تیسرا خط	۵
۲۱	چوتھا خط	۶
۲۲	پیشین گوئی متعلقہ ڈپٹی آفٹم	۷
۵۳	اعتراف	۸
۵۴	ضمیمہ	۹
۵۴	خصوصیات زمانہ مسیح	۱۰
۵۵	سیرت مسیح	۱۱
۵۶	حلیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۱۲
۵۷	علامات ظہور مہدی	۱۳
۵۷	شناخت مہدی کی علامت	۱۴
۶۰	تقریظ و تنقید	۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

اما بعد ،

تیرہویں صدی ہجری کے اختتام پر اہل اسلام اور اسلامی دنیا پر ایک انتہائی ابتلاء کا دور تھا۔ اس دور میں دیگر فتنوں کے علاوہ فتنہ قادیانیت نے جنم لیا اور امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی منظم اور سر توڑ سازش کی گئی۔

یوں تو فرقہ مرزائیت کی سرکوبی کیلئے علمائے اسلام نے بے مثال خدمات انجام دیں جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان میں بالخصوص سلسلہ چشتیہ عالیہ کے بزرگان دین کا نام سرفہرست ہے۔

آستانہ عالیہ سیال شریف کے نامور خلیفہ اعظم حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیف چشتیائی لکھ کر قادیان کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا اور اہل قادیاں پر ایسی ضرب لگائی جس سے ان کے زخموں کا رساؤ آج بھی تازہ ہے۔

فخر الاولیاء زینت الاولیاء ضیاء العارفین مجاہد اعظم الحاج الحافظ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی (حضور ثالث غریب نواز) نور اللہ مرقدہ نے جس طرح مرزائیت کا رد فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے معیار المسیح لکھ کر قادیانیوں کو شیشے میں ان کی اپنی شکل دیکھائی ہے۔ یہ کتاب بزرگانہ انداز مخاطب، مدلل مدعا اور قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین ہے۔ جو آپ کے تفقہ فی الدین اور تبحر علمی کا واضح ثبوت ہے۔ دوسری طرف مرزا قادیانی کی کہانی اس کی اپنی زبانی، کذب بیانی میں لاثانی کا آئینہ ایسا دکھایا ہے جس سے اس کا صحیح روپ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ زبان و بیان سہل اور انداز تحریر سادہ، پڑھنے والا محسوس نہیں کر سکتا کہ یہ ایک سو سال کی قدیم یادگار ہے یا جدید اردو ادب کا شاہکار ہے۔

یہ نایاب کتاب ہمیں حضرت علامہ مفتی غلام احمد سیالوی علیہ الرحمہ، سابق مفتی اعظم پاکستان، آستانہ عالیہ سیال شریف کے توسط سے دستیاب ہوئی۔ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے)

اب جدید انداز میں بہتر طریقے سے شائع کرنے کی ہمیں سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ مولا کریم اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور گم گشتہ راہ لوگوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

آمین ثم آمین

بجاء خاتم النبیین ، رحمة للعالمین و شفیع المذنبین ﷺ

ابوالحسن سید شاہ منظور ہمدانی  
بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ  
ایس۔ ٹی ۳۱ بلاک ۲ کہکشاں کلفٹن کراچی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجاً قيماً  
لينذر بأساً شديداً من لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون  
الصلحت ان لهم اجراً حسناً ما كثرين فيه ابداً وينذر الذين قالوا  
اتخذ الله ولداً ونصلي على رسوله الذي ارسل الله بالهدى ودين  
الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ۝

اما بعد،

فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی بجواب رسالہ سردار خاں بلوچ ترقیم کرتا ہے۔  
اگرچہ وہ رسالہ اس قابل نہیں کہ اس کے جواب میں ترضیح اوقات کیا جائے۔ بنا بر قول شخصے  
جواب جاہلاں باشد خموشی

اس لئے کہ نہ تو اس رسالہ کی کوئی تردید وقت طلب امر ہے۔ کیونکہ وہ خود بخود اپنے  
آپ کو رد کر رہا ہے۔ نہ ان کا کوئی امر بحث طلب، نہ مؤلف کا مذہبی ثبوت اس سے ہو سکتا ہے۔  
غرض کسی طرح پر اس کو وقعت کی نظر سے دیکھا نہیں جاسکتا، نہ لفظاً نہ معناً مگر چونکہ خان موصوف  
نے اس کے جواب نہ دینے والے کو جاہل اور جہاد فی سبیل اللہ سے اعراض کرنے والا مقرر کیا  
ہے۔ لہذا مؤلف کے چند مقامات کو جو لب لباب اور موضوع رسالہ کا ہیں مشتمل نمونہ از خروارے  
مد نظر رکھ کر کچھ لکھا جاتا ہے۔ بعون تعالیٰ اگر مرزائی اس پر اعراض اور کج بخشی کریں اور تاویل اور  
تحریف سے کام لیں تو آپ کے فرمان ”من حرامی جتھاں ڈھیر“ (اگر کسی کا تن حرامی ہو تو جتیں  
زیادہ ہو جاتی ہیں) کے آپ ہی اس کے مصداق ٹھہریں گے۔ میں تو ایسے الفاظ کو ہرگز استعمال نہ  
کرتا مگر ”بہ نخور وئے عطائے توبہ لقائے تو“ یہ آپ کا مہذبانہ قول آپ ہی کو واپس کیا جاتا ہے۔

۱۔ اس سے مراد لفظی تردید نہیں صرف مضمون اور مذہب کی تردید کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہی کافی ہوگی۔

اگر خاں مذکور نے اس پر اکتفا نہ کیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ لفظ بلفظ اور حرف بحرف رد کیا جاوے گا۔



سو پہلے یہ جاننا چاہئے کہ حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور اس پر قرآن مجید شاہد ہے۔ مثلاً

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَ  
كَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝

ترجمہ: ”محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے پیغمبر ہیں اور سب نبیوں میں سے آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔“

اور اسی طرح احادیث متواترہ جیسے ”لا نبی بعدی ولا مرسل وانا خاتم النبیین“ ترجمہ: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ کوئی رسول میں آخری نبی ہوں۔“ وغیرہ اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ اور صدق لانا اجماع امت (پر لازم) ہے۔ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ”لا تجتمع امتی علی الضلالة“ ترجمہ: ”میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔“ وغیرہ اور مرزا صاحب کا بھی یہی قول ہے۔ دیکھو خاتم النبیین صفحہ اول ”واشهد ان محمدا خاتم النبیین لا نبی بعده“ ترجمہ: ”اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔“ اب اس پر ایمان لانا پڑے گا۔ اور جب حضرت کے خاتم النبیین ہونے پر اقرار کیا جائے تو پھر مرزا صاحب کا پیغمبر ہونا لغو ہے۔ گو عیسیٰ بن مریم اتریں گے مگر کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب کی ان کو ضرورت نہ ہوگی۔ اور آخر الزماں پیغمبر اکہلانے کے بھی مستحق نہ ہوں گے۔ اور ان کے نزول کا بموجب فرمان حضرت اقدس ﷺ اس وقت ہوگا جب ایک دجال شخص جس کی حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے اور اس کا حلیہ اور اس کے حالات مفصل بتلائے ہیں آئے گا۔ اور جس کی تفصیل درج ذیل احادیث مبارکہ میں ہے۔

۱ دیکھو تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی اس آیت کی ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته“ جو

میرے مدعا کی مؤید ہے۔ ۱۲

۱. عن عبد الله (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال، قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ

لا ینخفی علیکم ان اللہ لیس باعور وان المسیح الدجال اعور عین

الیمنی کان عینہ عینة طافية“ (متفق علیہ)

ترجمہ: (حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا:

تحقیق اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کا نا نہیں اور یقیناً مسیح دجال دائیں آنکھ سے کا نا

ہے۔ اس کی آنکھ گویا ابھرا ہوا انگور ہے۔)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ وہ خدائی دعویٰ کرے گا اور اس کی دائیں آنکھ کا نی

ہوگی۔ اور حضرت ﷺ کا اس کی آنکھ کو دانہ انگور کے ساتھ تشبیہ دینا ایسی تشبیہ ہے جو بالکل ظاہر ہے۔

اور جس میں تاویل کی حاجت نہیں۔ ایضاً

۲. ”عن ابی ہریرۃ، قال رسول اللہ ﷺ الا احدث کم حدیثا عن

الدجال ما حدث به نبی قومہ انہ اعور انہ یجیء معہ مثل الجنة

والنار فالتی یقول انہا الجنة ہی النار وانی اندر کم کما اندر بہ نوح

قومہ“ (متفق علیہ)

ترجمہ: (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کیا میں

تمہیں دجال کی خبر نہ بتاؤں؟ جس کی کسی نبی نے اپنی قوم کو خبر نہیں دی۔ یقیناً دجال کا نا ہوگا اور وہ

اپنے ساتھ جنت اور دوزخ کی مثل لائے گا۔ اور جسے وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی، اور میں تمہیں

ایسے ہی ڈراتا ہوں جیسے نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا) (بخاری و مسلم)

اس سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ، کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو ایسی صاف خبر نہیں دی۔ لیکن

آپ اس میں پھر شک لا کر تاویلات کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کم از کم ہر پیغمبر نے یہ تو کہا ہوگا کہ، اس

کا دین ٹھیک نہ ہوگا۔ مگر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خبر کو بطور تفصیل دوسروں پر اس لئے ترجیح

دی ہے کہ پھر کسی تاویل کی حاجت نہ رہے۔ ایضاً

۳. ”وعن النواس ابن سمعان قال ذكر رسول الله ﷺ قال فقال ان يخرج وانا فيكم فانا حجيجه دونكم وان يخرج ولست فيكم فامرء حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم انه شاب قَطَطَ عينه طافية كاني اشبهه بعبد العزى ابن قطن فمن ادركه منكم فليقرء عليه فواتح سورة الكهف وفي رواية فليقرء عليه بفواتح سورة الكهف فانها جوار كم من فتنة انه خارج خلة بين الشام والعراق فعاث عينا وعاث شمالاً يا عباد الله فاثبتوا قلنا يا رسول الله وما لبثه في الارض قال اربعون يوماً يوم كسنة و يوم كشهرو و يوم كجمعة و سائر ايامه كايامكم قلنا يا رسول الله فذالك اليوم الذي كسنة ايكفينا فيه صلوة يوم قال لا اقدر وا قدره قلنا يا رسول الله وما اسرعه في الارض قال كالغيث استد برته الريح فياتي على القوم فيدعوهم فيؤمنون به فيامر السماء فتمطر والارض فتبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ما كنت ذرى واسبغه ضروعا و امده خواصر ثم ياتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون محلين ليس بايديهم شيء من اموالهم و يمر بالجزبة فيقول لها اخر جي كنوزك فتبعه كنوزها كيغاسيب النحل ثم يد عوار جلا ممتليا شابا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رميت الغرض ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه يضحك فبينما هو كذلك اذ بعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين محزودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طأ طاء راسه قطر واذ رفعه تحدر منه مثل جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر

يُجد من ریح نفسه الامات ونفسه ينتهى حيث ينتهى طرفه فيطلبه  
حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم ياتى عيسى قوم قد عصمهم الله منه  
فيمسح عن وجوههم ويحد ثهم بدر جاتهم فى الجنة فينما هو  
كذلك اذا وحى الله عيسى انى قد اخرجت عبادا لا يدان لا حد  
يقتالهم فحرز عبادى الى الطور ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم  
من كل حدب ينسلون فيمر اوائلهم على بحيرة طبرية فيشربون  
ما فيها ويمر آخرهم فيقول لقد كان بهذه مرة ماء ثم يسرون حتى  
ينتهوا الى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا  
من فى الارض هلم فلتقتل من فى السماء فيرمون بنشابهم الى  
السماء فيرد الله عليهم نشابهم مخضوبة دماً ويحصر بنى الله  
اصحابه حتى يكون راس الثور لا حدهم خيرا من مائة دينار احدكم  
اليوم فيرغب نبى الله عيسى واصحابه فيرسل الله عليهم التعف  
فى رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفسى واحدة ثم يهبط نبى الله  
عيسى واصحابه الى الارض فلا يجدون فى الارض موضع شبر الا  
ملاه زهمهم و نثمهم فيرغب نبى الله عيسى واصحابه الى الله  
فيرسل الله طيرا كاعناق الخبت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله  
وفى رواية تطرحهم بالنهبل و يستوقد المسلمون من قسيهم و  
نشابهم و جعابهم سبع سنين ثم يرسل الله مطرا لا يكن منه بيت  
مدرولا وبر فيغسل الارض حتى يتركها كالز لقة يقال للارض انبتى  
ثم رتك وردى بر كتك فيومئذ تاكل العصابة لرمانة ويستظلون  
بقحفها و يبارك فى الرسل حتى ان القمة من الابل لتكفى الفئام

من الناس واللحمة من البقر لتكفي القبيلة من الناس واللحمة من  
الغنم لتكفي الفخذ من الناس فبينا هم كذلك اذ بعث الله ريحا  
طيبة فتأخذهم تحت ابا طهم فيقبض روح كل مومن و كل مسلم و  
يبقى شبراز الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة  
رواه المسلم الا الرواية الثانية وهي قوله تظرحهم بالنهيل الى قوله

سبع سنين . (رواه الترمذی)

ترجمہ: ”حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے دجال کا  
ذکر فرمایا تو فرمایا اگر وہ نکلا اور میں تم میں ہوا تو تمہارے بغیر اس کا مقابل میں ہوں گا۔ اور اگر نکلا  
اور میں تم نہ ہوا تو ہر شخص اپنی ذات کا محافظ ہے۔ اور ہر مسلمان پر اللہ میرا خلیفہ ہے۔ وہ جو ان ہے  
سخت گھونگر لیلے بال، اس کی آنکھ ابھرتی ہوئی ہے، گویا میں اسے عبدالعزیٰ ابن قطن سے تشبیہ دیتا  
ہوں۔ تو تم میں سے جو اسے پائے تو اس پر سورہ کہف کی شروع کی آیتیں پڑھے۔ اور ایک روایت  
میں ہے کہ اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کہ وہ تمہاری امان ہے اس کے فتنہ سے۔ وہ  
شام و عراق کے درمیان والے راستے سے نکلے گا۔ تو دائیں بائیں فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے  
بندو! ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا زمین میں ٹھہرنا کتنا ہے۔ فرمایا چالیس  
دن۔ ایک دن سال کی طرح ہوگا اور ایک دن مہینہ کی طرح اور ایک دن ہفتہ کی طرح اور بقیہ دن  
تمہارے عام دنوں کی طرح۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ تو یہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا کیا  
اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں تم اس کے لئے اندازہ لگالینا۔ ہم نے  
عرض کیا یا رسول اللہ زمین میں اس کی تیز رفتاری کیسی ہوگی؟ فرمایا جیسے بادل جس کے پیچھے ہوا  
ہو۔ وہ ایک قوم پر آوے گا انہیں بلائے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو آسمان کو حکم دے گا وہ  
بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا وہ اگائے گی۔ ان کے جانور آئیں گے جیسے پہلے تھی اس سے  
زیدہ دراز کو ہان والے اور زیادہ بھرے ہوئے تھن والے اور زیادہ لمبی کوکھوں والے۔ پھر ایک  
دوسری قوم کے پاس آئے گا انہیں بلائے گا وہ اس کی بات رو کر دیں گے۔ وہ ان کے پاس سے

لوٹ جاوے گا تو یہ لوگ قحط زدہ رہ جاویں گے۔ کہ ان کے ہاتھوں میں ان کے مال میں سے کچھ نہ رہے گا۔ اور ویرانہ پر سے گزرے گا اس سے کہے گا اپنے خزانے نکال تو اس کے پیچھے یہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح چلیں گے۔ پھر ایک جوانی سے بھرے شخص کو بلائے گا اسے تلوار سے مار کر اس کے دو ٹکڑے کر کے تیر کے نشان کے پھینک دے گا۔ پھر اسے بلائے گا تو وہ آجائے گا اور اس کا چہرہ چمکتا ہوگا۔ وہ ہنستا ہوگا، جب کہ وہ اس طرح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا۔ آپ دمشق کے مشرق سفید مینار کے پاس دوزعفرانی کپڑوں کے درمیان اتریں گے۔ اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے موتیوں کی طرح پھر کسی کافر کو ممکن نہ ہوگا کہ آپ کی سانس پائے مگر مرجاوے گا۔ اور آپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جاوے گی۔ آپ اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد میں پائیں گے تو قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے پاس وہ قوم آوے گی جنہیں اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تو آپ ان کے چہرے صاف فرمائیں گے اور انہیں ان کے جنتی درجات کی خبر دیں گے۔ وہ اس طرح ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ وحی کرے گا کہ میں نے اپنے بندے نکالے ہیں جن میں لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ اور اللہ یا جوج ماجوج کو بھیجے گا جو ہر ٹیلے سے دوڑتے آئیں گے تو ان کی اگلی جماعت بحیرہ طبریہ پر گزرے گی اس کا سارا پانی پی جاوے گی۔ ان کی آخری جماعت گزرے گی تو کہے گی کہ کبھی یہاں پانی تھا۔ حتیٰ کہ جبل خمر تک پہنچے گے۔ یہ بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا۔ آؤ آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے تو اللہ ان کے تیر خون سے رنگین لوٹائے گا۔ اور اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی محصور رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کے لیے بیل کی سری سواشر فیوں سے بڑھ کر ہوگی جو تمہارے لئے آج ہے۔ تب اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی متوجہ الی اللہ ہوں گے۔ تب اللہ یا جوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا تو وہ سب ایک شخص کی موت کی طرح مردہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں بالشت بھر زمین

ایسی نہ پائیں گے جو ان کے لاشوں اور بد بونے نہ بھر دی ہو۔ تب اللہ کے نبی عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیجے گا، اونٹ کی گردنوں کی طرح وہ انہیں اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں نہبل میں پھینک دیں گے اور مسلمان کی کمائیں ان کے کمائوں ان کے نیزوں اور ترکش سات سال تک جلائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جس سے نہ کوئی گھر مٹی کا بچے گا نہ اون کا تو وہ زمین کو دھودے گی حتیٰ کہ اسے شیشہ کی طرح کر چھوڑے گی۔ زمین سے کہا جائے گا تو اپنے پھل اگا اور اپنی برکت لوٹا دے تو اس دن ایک انار سے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ لے گی اور دودھ میں برکت دی جائے گی حتیٰ کہ تازہ جنی ہوئی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہوگی۔ اور نئی جنی ہوئی گائے ایک قبیلہ کو کافی ہوگی۔ اور نئی جنی ہوئی بکری لوگوں کے ایک خاندان کو کافی ہوگی۔ جب کہ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ ایک خوش گوار ہوا بھیجے گا وہ انہیں ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی تو ہر مسلمان مؤمن کی روح قبض کر لے گی اور بدترین لوگ رہ جائیں گے جو زمین میں گدھوں کی جفتی کی طرح زنا کریں گے۔ ان پر قیامت ہوگی (مسلم) سوا دوسری روایت کے اور وہ یہ قول ہے کہ انہیں نہبل میں پھینک دے گی، سبع سنین تک (ترمذی)

## استخراج مسائل

پس حضرت ﷺ نے بہت سے مسائل جو اس حدیث میں بیان کئے ہیں بالکل صاف ہیں۔ مثلاً ایک تو یہ کہ،

۱۔ دجال حضرت ﷺ کے زمانہ میں نہیں آیا۔ آپ کے مفروضہ دجال تو اس زمانہ میں بھی موجود تھے مگر کہیں حضرت نے دجال کے لفظ سے ان کو خطاب نہیں فرمایا تھا۔

۲۔ جس دجال کی حضرت خبر دے رہے ہیں اس کے شر سے امان میں رہنے کا سبب سورۃ کہف کی اول آیتیں قرار دی ہیں۔ اگر ان نصاریٰ کے آگے سب کی سب سورۃ پڑھی جائے تو ان کی سزا جرم سے امان نہیں مل سکتی۔

۳۔ دجال کا مخرج شام اور عراق کے درمیان ہے۔

۴۔ اس کا روئے زمین پر چالیس دن کا قیام ہے۔ پہلا دن سال کا ہوگا اور دوسرا دن مہینہ کا اور تیسرا دن ہفتہ کا ہوگا اور باقی دن ہمارے دنوں کے برابر ہوں گے۔ اور اس کی کوئی تاویل اس لئے نہیں ہو سکتی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت سے پوچھا کہ جو دن سال کا ہوگا کیا پانچ نمازیں ہماری کافی ہوں گی؟ فرمایا حضرت نے کہ ہرگز نہیں بلکہ اندازہ کر کے تمام سال کی نمازیں پڑھتے رہنا۔ یہ بات بالکل مسلمہ ہے کہ سب روز حضرت کے فرمان کے مطابق ہوں گے۔ اور یہ نصاریٰ اس صورت میں دجال نہیں بن سکتے۔ کیونکہ یہ حضرت سے بھی پہلے کے ہیں۔

اگر آپ فرمائیں کہ اس زمانہ میں انکا یہ دعویٰ نہ تھا۔ یعنی عیسیٰ ابن اللہ کہنا تو میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ عیسیٰ کے زمانہ میں بھی انکا یہی دعویٰ تھا۔ اور اب تک ان کا یہی دعویٰ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

”واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ (الآیہ پ ۷)“

دوسرا حضرت کے زمانہ میں بھی انکا یہی اعتقاد تھا۔ ”وقالت الیہود عزیز ابن اللہ وقالت النصار المسیح ابن اللہ“ (الآیہ پ ۱۰)

۵۔ جو شخص دجال پر ایمان لاوے گا اور اس کو خدا جانے گا وہ دنیا میں دوسروں سے متمول ہو جائے گا۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے گا وہ قحط زدہ ہوگا۔ اس طرح کہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ ہوگی۔ اور آجکل دیکھا جاتا ہے کہ جو انگریزوں کو اپنا خدا نہیں مانتے وہ بڑے خوشحال، کروڑوں کے مالک اور حکمران ہیں۔ مثلاً امیر کابل شاہ ایران و شہنشاہ روم وغیرہ۔ باہر نہ جائیے یہی اہل ہنود کہ ان کو کچھ بھی نہیں سمجھتے، مگر کروڑوں کے مالک ہیں۔ مگر سب سے بڑھ کر یہ امر قابل یقین ہے کہ کسی کو یہ اپنے دین پر مجبور نہیں کرتے اور یہ کہیں نہیں آیا



کہ دجال عیسیٰ پر حکمرانی کرے گا اور جدھر جائے گا ادھر بلائے گا۔ بلکہ ازالہ حیثیت عرفی میں فرد جرم لگائے گا۔ الغرض قوم کا نام دجال نہیں صرف ایک شخص ہی ہوگا۔ جس طرح حضرت ﷺ فرما چکے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ریل گاڑی کو گدھا قرار دیتے ہیں، گویا دجال اور گدھا لازم و ملزوم ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی ریل ہے وہی دجال ہے۔ ریل تو شاہ روم اور کمپنیوں کی بھی ہے پھر تو دجال ایک قوم بھی نہ رہا بلکہ بہت سے گروہ اور قوموں میں منقسم ہو گیا۔ صاحب! ذرا ہوش میں آئیے، اور خیال فرمائیے کہ یہ نصاریٰ دجال نہیں بن سکتے اور ریل گدھا نہیں بن سکتی۔

علاوہ ازیں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم مشرق دمشق میں اتریں گے۔ یعنی بیت المقدس میں دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور ان کے دم سے کافر مر جائیں گے۔ دم ان کا جہاں تک ان کی نظر پڑے گا پہنچے گا۔ مگر آپ کے مرزا صاحب کی آسمانی منکوہ یعنی محمدی بیگم کو اس کا خاوند پہلو میں بٹھا کر آج تک عیش اڑا رہا ہے اور زندہ ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب کی پیشین گوئی بڑے زور سے نکلی تھی کہ یہ تین سال کے اندر مر جائیں گے۔ مگر پیشین گوئی برعکس نکلی اور اسی افسوس میں مرزا صاحب اس سے پہلے ہی مر گئے اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ دجال کو ”لد“ کے پہاڑ میں قتل کریں گے۔ اور لد ایک پہاڑ کا نام ہے، ملک شام میں ہے۔ حالانکہ آپ کا عیسیٰ پہلے ہی مر گیا اور یہ دجال بقول آپ کے ابھی تک موجود ہیں۔ امید ہے کہ آپ کے خلیفۃ المسیح کو بھی مار کر مریں گے۔ نیز اسی حدیث میں ہے کہ یاجوج ماجوج ایک اور قوم ہوگی، جو دجال کے قتل ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی خبر پہنچے گی۔ اور حق تعالیٰ سے امر ہوگا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر امان دے۔ فرمائیے وہ طور آپ کے مسیح کا کونسا ہے؟ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج آسمان پر تیر پھینکیں گے اور خون آلود ہو کر آئیں گے جس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور تاویل کہتے ہیں کہ، انگریز لوگ پچکاری سے نطفہ لے کر رحم میں ڈالتے ہیں اور یہی مطلب ہے آسمان پر تیر پھینکنے کا۔ صاحب آپ

کو خوب معلوم ہوگا کہ ہمارے دیسی تاجران سب انگریزوں کے آنے سے پہلے ہی یہ کیا کرتے تھے۔ اور اب تک کر رہے ہیں بلکہ انگریزوں سے بھی کئی درجہ اچھا۔ جیسا کہ رنگ وغیرہ نطفہ میں ملا کر اسی رنگ کا بچہ پیدا کر لیتے ہیں۔ بلکہ انگریزوں نے بھی یہ عمل ان لوگوں سے سیکھا ہے۔ دس بارہ سال قبل اس کے اسی عمل سے انگریز لوگ منکر تھے۔ اس کے ثبوت پر ایک رسالہ انگریزی میں چھپا ہوا میرے پاس موجود ہے۔ پس آپ کی تاویل کا الزامی جواب یہ ہے کہ گویا ان دجالوں کے آنے سے پہلے بھی یا جوج ماجوج ہماری اپنی قوم کے ہمارے ملک میں موجود تھے۔ اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ نہ یہ دجال ہیں اور نہ یا جوج ماجوج اور نہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ بن مریم ہے۔ اگر اس کو عیسیٰ تسلیم کیا جائے تو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر نعوذ باللہ سر اسر غلط اور لغو اور دھوکا دینے والی تصور کی جائے گی۔ اور جو عیسیٰ بن مریم کے نزول میں احادیث مبارکہ آئی ہیں وہ اب تحریر کرتا ہوں۔

”و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ و یفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تكون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرۃ فاقرا وان شئتم وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الایۃ“ (متفق علیہ)

ترجمہ: (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ انے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حاکم عادل ہو کر اتریں وہ صلیب کو توڑیں گے سوروں کو فنا کر دیں گے۔ جزیہ لے کر ختم فرماویں گے۔ بہت مال ہوگا یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہوگا۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تمہیں کوئی شک ہے یا تردد تو اس آیت کو

۱۔ اگر صرف بیان عدم فرضیت جہاد کا فرض منہی ہے تو عدم فرضیت کے بیان کنندہ کو وضع الجہاد نہیں کہا جاتا ہے۔ لہذا فرضیت کے بیان کنندہ کو مجاہد نہیں کہا جاسکتا۔ الغرض قادیانی صاحب کو فیض الجزیہ کا مصداق خیال کرنا سر اسر غلطی ہے۔ جزیہ کا موقوف کرنا اس سے متصور ہو سکتا ہے جس کی قدرت میں جزیہ لینا ممکن ہو۔ وہ تو خود رعایا میں تھا۔ رعایا بادشاہ سے جزیہ نہیں لے سکتی۔

پڑھو کہ کوئی اہل کتاب میں ایسا نہیں جو عیسیٰ پر ان کے فوت ہونے سے پہلے ایمان نہ لائے۔ اور اس حدیث میں حضرت نے عیسیٰ بن مریم درست کہا ہے نہ کہ ان کا مثیل۔ اترنے کے معنی بلندی سے اترنا نہ زمین میں سے پیدا ہونا۔ ان کی تعریف میں یہ بھی فرمایا کہ وہ حاکم عادل ہوگا۔

آپ فرمائیے کہ مرزا جی نے کونسا حکم اور کونسا عدل کیا ہے۔ وہ تو سناری عمر انگریزوں کے محکوم رہے۔ اب ان کے عدل کا حال سنئے۔ ہم وہ خطوط نقل کرتے ہیں جو انہوں نے لکھ کر اپنے رشتہ داروں کے پاس بھیجے تھے۔ ان کے دیکھنے سے مرزا صاحب کا عدل پورا روشن ہو جائے گا۔ (مرزا جی کا)

پہلا خط

مشفق مرزا علی بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ، مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک چال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ مگر میں محض اللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بناتے ہیں اور دین کی پروا نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا میرے دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسنا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں

۱۔ ادھر تو بے دینوں سے تعلق چھوڑنے کو فرما رہے ہیں اور ادھر انہی بے دینوں سے ناطہ کے جوڑ توڑ کی فکر میں ہیں۔ آفرین باد بریں

ہمت مردانہ تو ۱۲

نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جاوے۔ ذلیل کیا جاوے، روسیہ کیا جاوے۔ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچالے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑہ چمیار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عاریانگ جانتے تھے۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے۔ اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے یک بیک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے، مگر یہ تو آزما یا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کیلئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہووے۔ میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو۔ اور اس کا روسیہ ہو۔ خدا بینا ہے جس کو چاہے روسیہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے خوشی میں آکر کہا کہ ہمارا ایک رشتہ ہے صرف عزت بی بی کے نام کے لئے جو فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے جو چاہے کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بی بی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ، اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے۔ میرا بیٹا فضل

۱۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کا من جانب اللہ ہونا اور نہ ہونا اور صدق کذب ان کا نکاح پر منحصر ہے۔ ۱۲

احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دیگا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا۔ اگر میرے لیے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جو، اب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال انکا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے طور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوں۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے اور اب ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو ایسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب ناطے رشتے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہے۔ واللہ اعلم

الراقم، خاکسار غلام احمد، از لودھیانہ اقبال گنج، ۳۰ مئی ۱۸۹۱ء

## دوسرا خط

والدہ محترمہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں اس نکاح کے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرادو اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرعی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا جائے گا جس کا یہ

مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے، عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرعی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ اے مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔

راقم، مرزا غلام احمد، از لودھیانہ اقبال گنج، ۳ مئی ۱۸۹۱ء

### تیسرا خط

جو عزت بی بی کا اپنی والدہ کی طرف ہے وہ بھی اس مضمون کا ہے کہ اگر نکاح مرزا صاحب کے ساتھ نہ کرے تو مجھ کو یہاں سے لے جائیں۔ اور اس خط پر مرزا صاحب کا ایک ریمارک ہے کہ جیسا عزت بی بی نے لکھا ہے ویسا ہی ہوگا۔ اگر نکاح نہیں رک سکتا تو پھر بلا توقف عزت بی بی کو لے جاؤ۔

چوتھا خط (جس میں ہمارے مدعا کا ثبوت ہے وہ یہ ہے)

مشفق مکرمی، اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
قادیان میں جب واقعہ ہانکہ محمود فرزند اداں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ

۱ صاحب بمصداق ہندی ضرب المثل ”یہ عدل اندھا راجہ اور بے داغ نگری کا نہیں تو اور کیا ہے“

اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا۔ اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پر سی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندوں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشنے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا کرے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بالکل صاف ہے۔ اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس بات میں سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا کیوں کہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلیا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرنا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حمایت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ

بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے۔ اور یہ عاجز جیسے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تو اتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتے ہیں کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کیدل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔ والسلام،

خاکسار احقر العباد اللہ غلام احمد عفی عنہ، از کلمہ فضل الرحمانی، بروز جمعہ، ۷ جولائی ۱۸۹۲ء

پس خان صاحب! آپ کو بخوبی عدل مرزا کا ان خطوط سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ پس میں بھی کچھ جتا دیتا ہوں۔ اگرچہ ہندی کے چندے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ مگر مکتوب علیہ میرا چنداں لیتق نہیں۔ سینے صاحب! اگر کچھ قصور تھا تو مرزا احمد بیگ کا تھا اس کی بہن کا کچھ بھی قصور نہ تھا۔ اچھا بالفرض مانا کہ اس نے بھائی کو نہ سمجھایا اس کی بیٹی کا کیا قصور کہ وہ بے چاری مطلقہ ہو کر اپنے حصہ زوج سے شرعاً محروم کی جائے اور فضل احمد بے چارے پر یہ سزا کہ اس بے گناہ کو اگر طلاق نہ دے تو اس کو عاق کیا جائے۔ اور ایک دانہ اور ایک پیسہ بھی مرزا صاحب کی وراثت اس کو نہ ملے! ایسا شہوت پرست نہ کہیں دیکھا نہ سنا۔ خصوصاً نبی آخر الزمان کہلانے والا بایں صفت موصوف نہیں ہو سکتا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اور دیکھئے صاحب! رشتہ ناطہ توڑنے والے کو قرآن شریف اور احادیث مبارکہ میں کن لفظوں سے پکارا گیا ہے۔ اور کن گروہ میں شامل کیا گیا ہے اور کیا سزا اس پر ہے۔

۱۔ یہی تو دجال کی نشانیوں میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اس کی نہ مانے گا تو اس کے ہاتھ میں ایک فلوس تک نہ رہے گا۔



”فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم  
اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم و اعمى ابصارهم افلا يتدبرون  
القرآن ام على قلوب افعالها ان الذين ارتدوا على ادبارهم من بعد  
ماتبين لهم الهدى الشيطان سو لهم و املى لهم“ (پ ۲۶)

ترجمہ: تو کیا تمہارے یہی لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد  
پھیلاؤ اور اپنے قریبی رشتوں کو کاٹ دو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت فرمائی پھر انہیں بہرا  
اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کیا وہ لوگ قرآن (کریم) میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر  
قفل (تالے لگے ہوئے) ہیں۔ بے شک وہ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے بعد اس کے کہ ان پر ہدایت  
کھل چکی تھی۔ شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی۔

اس آیت سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے بڑی لعنت کی ہے ایسے کام  
کرنے والوں کو اور مفسد قرار دیا ہے۔ یہ آیت جو نقل کی گئی ہے، پارہ (۲۶) سورۃ محمد کے تیسرے  
(۳) رکوع میں ہے۔ دوسری ایک اور آیت۔

”ان الله يأمر بالعدل و الاحسان و ايتاء ذى القربى و ينهى عن  
الفحشاء و المنكر و البغى يعظكم لعلكم تذكرون“

ترجمہ: بے شک اللہ انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے اور رشتہ داروں کو (مالی امداد) دینے کا  
(بھی) اور بے حیائی بڑی باتوں اور سرکشی سے منع فرماتا ہے۔ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم یاد رکھو۔  
یہ خدا کا فرمان صاف صاف ہے کہ عدل اور احسان کرو اور صلہ رحمی کرو، اور برے  
کاموں سے بچو۔ جب قطع رحمی کی بناء ایک شہوت پرستی پر مبنی ہو تو کیسی فضیحت ہے۔ اگر آپ  
فرمادیں کہ مرزا صاحب کی درخواست شہوت رانی کیلئے نہیں تھی۔ وہ خدا کا حکم تھا اور خدا نے انکا  
نکاح آسمان پر کیا تھا۔ اس لئے مرزا صاحب تبلیغ احکام الہی کرتے تھے تو اس حکم خدا کے پورے نہ  
ہونے سے سب باتیں درہم برہم ہو گئیں۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو الہام ربانی

84778

نہیں ہوا بلکہ شیطانی ہوا۔ اور الہام شیطانی کے بارہ میں خدا نے خود قرآن شریف میں فرمایا ہے۔  
چنانچہ آیت ”هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم  
یلقون السمع واكثر هم کاذبون“

ترجمہ: کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس پر شیطان اترتے ہیں۔ وہ ہر بڑے بہتان والے گنہگار پر اترتے  
ہیں۔ شیطان اپنی سنی ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو الہام مرزا صاحب کو ہوا تھا جھوٹا نکلا۔ ایسی اور بہت سی آیات  
ہیں کہ صلہ رحمی کو محمود اور قطع رحمی کو مردود قرار دیتی ہیں۔ اب چند حدیثیں بھی لکھتا ہوں۔

”و عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکرة قال قال رسول اللہ ﷺ ما من  
ذنب احرى ان يجعل اللہ لصاحبه العقوبة فی الدنیا مع باید حر له  
فی الاخرة من البغی و قطعت الرحم“

(رواہ ترمذی و ابوداؤد)

”و عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا  
تنزل الرحمة علی قوم فیہم قاطع رحم“

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا  
آپ فرماتے تھے کہ جس قوم میں رشتوں ناطوں کو کاٹنے والا ہو ان پر رحمت نازل نہیں ہوتی۔

ایسی اور بہت سی احادیث ہیں جن کے معنی یہی ہیں۔ اور آپ کو اس تحریر سے عدل مرزا  
کا بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا۔ ایسا عدل جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اس کو ظلم کہا جاتا ہے، نہ عدل  
پھر اسی حدیث ابو ہریرہ میں جو نزول عیسیٰ میں لکھی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم  
صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ یعنی سوائے ایمان کے اور کوئی وجہ سبب امان کا نہ

ہوگا۔ پس فرمائیے کہ آپ کے مرزائے کتنے عیسائی مسلمان کئے اور کتنے غیر مذہب والوں کو اسلام پر لائے۔

دوسری حدیث نزول عیسیٰ میں یہ ہے۔

”عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ينزل عيسى بن مريم الى ارض فيتزوج يولده له و يمكث خمس و اربعون سنتا ثم يموت فيدفن ينبغى قبرى فاقوم انا عيسى ابن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر و عمر“ (رواه ابن جوزى فى كتاب الوفا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف اتریں گے تو نکاح کریں گے ان کی اولاد پیدا کی جائے گی۔ وہ زمین پر پینتالیس سال تک رہیں گے۔ پھر فوت ہونگے میرے مقبرے میں دفن ہوں گے، تو میں اٹھوں گا عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم ایک مقبرے میں، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) درمیان۔

پس اس حدیث کی رو سے بھی سندھی بیگ عیسیٰ بن مریم نہیں بن سکتا۔ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں عیسیٰ بن مریم کہا ہے جو آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ اور پینتالیس برس زمین پر رہیں گے۔ اگر ان مرزا صاحب کا جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں زمانہ نزول تصور کیا جائے تو اسی ۸۰، ۹۰ کے مابین ہوگا۔ اور ان کے دعویٰ سے میعاد مقرر کیا جائے تو پینتالیس ۴۵ سے بہت کم یہ دونوں صورتیں مخالف پڑیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے اسی حدیث میں فرمایا ہے کہ جب وہ اتریں گے تو نکاح کریں گے۔ فرمائیے کہ آپ کے عیسیٰ نے بعد دعویٰ نبوت کتنے نکاح کئے اور کتنی اولاد ہوئی۔ حالانکہ نبوت کے ثبوت پر آسمانی منکوحہ کے نکاح کرنے پر آمادہ ہوئے۔ مگر کامیاب نہ ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ انتقال کے بعد میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے اور اس رفع شک کے لئے فرمایا کہ ہم اٹھیں گے بھی ایک مقبرہ سے مزید فرمایا ابو بکر اور عمر کے درمیان سے حالانکہ مرزا صاحب قادیاں میں مدفون ہیں۔ اگر ان سب احادیث اور آیات کے تاویلا کچھ اور

معنی لئے جائیں جو اصل کے مخالف ہوں تو خلاف جمیع امت مرحومہ کا آتا ہے۔ کیونکہ نہ کسی اصحاب نے یہ معنی تاویلی ملحوظ رکھے ہیں اور نہ اجماع امت کا اس پر ہے آج حضرت ﷺ کے بعد تیرہ سو (۱۳۰۰) سال گزر چکے ہیں کسی مجتہد الوقت اور مجدد اور اولیاء امت نبوی نے نہیں لکھا کہ عیسیٰ ابن مریم نہ آویں گے۔ بلکہ ان کا مثیل مرزا قادیانی ہوگا۔ اگر آپ کے تاویلی معنی ملحوظ رکھے جائیں تو پھر حضرت کا کلام جو موصوف بفصل الخطاب تھے ایک امر مبہم و پہیلی ٹھہرا۔ اور اپنی امت کو تفرقہ میں ڈالا۔ نعوذ باللہ من ذالک)۔ کیا آپ خواب کی تعبیر دے رہے تھے یا امت کو ایک بڑے حادثہ سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ حالانکہ حضرت ﷺ کو حق تعالیٰ سے ”علی المؤمنین رؤف الرحیم“ کا خطاب ملا ہے۔ اور یہ دونوں خداوند تعالیٰ کے اپنے تو صنفی نام ہیں۔ ایسے انسان کامل سے ہرگز لعنت کی امید نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً ”وما ینطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی“ کا بھی مصداق ہو۔ یہ پیشین گوئیاں غلط نکلنا آپ کے عیسیٰ جعلی کا حصہ ہے۔ ہم اپنے حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ کو ایسے الزاموں سے بالکل بری جانتے ہیں۔ اور تاویلیوں کے درپے نہیں ہوتے۔ مگر وہ کہ جن کو خدا اور رسول پر پورا ایمان نہ ہو۔ جیسا کہ:

”فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنة وابتغاء

تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ“

ترجمہ: وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس (قرآن مجید) میں سے متشابہات (والی آیات) کے پیچھے پڑتے ہیں۔ فتنہ برپا کرنے کی خواہش میں اور اس کی اصل مراد کا پتہ لگانے کی غرض سے اس کے اصل مراد تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

اور یہ ان کی تردید میں ہے جو متشابہات کی تاویلیوں میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو آیات محکمات ہیں

۱۔ مرزا صاحب اس آیت کی رو سے جہنمی قرار دیئے جاتے ہیں۔ ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع

غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیراً“ ۱۲ (پ ۵)

ترجمہ: اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئے واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کے مخالف راہ مسلمانوں کے

متوجہ کریں گے ہم اس کو جہنم متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں بری جگہ پھر جانے کی۔ ۱۲

ان کی تاویل تو بطریق اولیٰ ممنوع اور ناجائز ٹھہری۔ پس صاحب اپنی من بھاتی تاویلوں سے توبہ کریں اور قرآن و حدیث کو پہلی اور چیتان نہ قرار دیں۔ خصوصاً ان آیات کو جن پر ایمان کی بنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

”ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر“

”اور یقیناً ہم نے قرآن کریم کو نصیحت کرنے کیلئے آسان کر دیا۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔“  
یہ آیت چار دفعہ حق تعالیٰ نے سورۃ قمر میں فرمائی ہے۔ مناسب ہے کہ آپ اس سے نصیحت پکڑیں اور کاذب مسیح سے پرہیز کریں۔ کہ ان کی طرح اور بھی پہلے نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں۔ اور کئی بعد میں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت سرور عالم ﷺ نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے۔ مثلاً ابن صیاد اور مسیلمہ کذاب وغیرہ وغیرہ۔

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ لا تقوم الساعة حتی یبعث

کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلہم یزعم انہ رسول اللہ“

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے مکار آئیں گے۔ ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

”عن ثوبان قال قال رسول اللہ لا تقوم الساعة حتی تلحق القبائل

من امتی بالمشرکین وحتی یعبدوا لاوثان و انہ سیکون فی امتی

ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی“

(ترمذی شریف، هذا حدیث صحیح)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ بتوں کی پوجا کریں گے اور بلاشبہ عنقریب میری امت میں سے تیس جھوٹے ہونگے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اب میں اپنے دلائل ختم کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے من گھڑت سوال جو ہماری طرف منسوب کئے ہیں۔ اور ان کے جواب جو آپ نے دیئے ہیں تردید کرتا ہوں۔ شاید ضمناً کچھ دلائل بھی ہوں گے۔ اولاً گزارش ہے کہ جو تفسیر ”سورۃ الشمس“ میں آپ نے درفشانی کی ہے اس کی رسم خطی اور عبارت دیکھ کر اطفالِ مکتب بھی کھلی مچاتے ہیں۔ آپ کی قابلیت کاف ”شک“ سے معلوم ہوئی (جو آپ شق بہ ”ق“ لکھتے ہو، خیر ان باتوں سے کیا کام مطلب یہ ہے کہ) جو آپ نے کلام ربانی کے ظاہری معانی چھوڑ کر کل الفاظ کی تاویلات ضعیفہ کر کے اپنے مطلب کو ثابت کیا ہے۔ یہ اقوال صحابہ کرام و تفاسیر مفسرین متقدمین کے برخلاف ہے۔ حالانکہ بہ مصداق حدیث ”خیر القرون قرنی ثم الذین یلو نھم ثم فثم“ ترجمہ: ”آپ ﷺ نے فرمایا تمام زمانوں سے میرا زمانہ اچھا ہے۔ پھر اس کے بعد جو ان کو دیکھنے والے ہیں۔ یعنی تابعین پھر تبع تابعین۔“

یعنی جو لوگ حضرت ﷺ کے زمانہ کے قریب ہیں وہ بعد میں آنے والوں سے دین کے مسائل میں اچھے پہنچنے والے ہیں۔ دیکھئے تفسیر عباسی جو تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو ثقہ صحابہ سے ہیں اور تفسیر القرآن بخاری شریف و باقی تفاسیر جو تیرہ سو (۱۳۰۰) کی بنائی ہوئی ہیں۔ کیا صحابہ میں سے کسی نے یہ تاویلیں کی ہیں یا آپ ہی کی من بھاتی باتیں ہیں۔

”عن ابن عباس ؓ قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن براية فلیتبوء مقعده فی النار وفی رواية من قال فی القرآن بغير علم فلیتبوء مقعده فی النار“ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن (مجید) میں اپنی رائے سے کچھ کہے اسے چاہیے کہ وہ آگ میں اپنی جگہ بنا لے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو قرآن (مجید) میں بغیر علم کے کوئی بات کہے وہ آگ میں اپنی جگہ بنا لے۔ اور ابن عمر ؓ سے مروی ہے،

”اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار“

ترجمہ: بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص بڑی جماعت سے جدا ہو وہ آگ میں گیا۔

پس جو شخص سواد اعظم کی اتباع چھوڑ کر علم کے سوا اپنی رائے سے قرآن کے الفاظ میں تاویلیں کرے وہ ایسی حدیثوں کا مصداق ہوگا۔ اگر برخلاف اجماع امت مرحومہ کے جو آپ نے قمر سے مراد لی ہے وہ مانی بھی جائے تو بھی کیا وجہ ہے کہ اس سے خاص مرزا صاحب ہی مراد لئے جائیں۔ اور عموماً خلفاء راشدین اور اولیاء المکرمین کیوں نہ لئے جائیں۔ اور یہ جو آپ نے بیان کیا ہے کہ قمر شمس کے تابع ہوتا ہے اور شمس سے نور حاصل کر کے اوروں کو مستفید کرتا ہے۔ کیا یہ وصف ان خلفاء عظام و اولیاء کرام میں جن کے الہامات و کرامات اظہر من الشمس ہیں موجود نہ تھے۔ خیال کیجئے کہ گروہ کے گروہ مشرکین و یہود و نصاریٰ ان کے ہاتھ سے اسلام لائے ہیں اور ظاہری باطنی فیوض سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ آپ بتلائیں کہ مرزا قادیانی کی دعوت سے کتنے مشرک یا نصاریٰ و یہود اسلام لائے اور دینی فیض پایا۔ پھر بڑا تعجب ہے کہ ایک چودہویں صدی کا آدمی قمر بنا؟ حضرت قمر تو ہمیشہ شمس کے تابع ہوتا ہے نہ کہ تیرہ سو سال (۱۳۰۰) کے بعد۔ قمر تو قیامت تک شمس کا تابع رہے گا۔ آپ کا بنایا ہوا قمر تو خاک میں مل گیا ہے۔ ایسی کچی تاویلوں سے کام ہرگز نہیں نکلتا یہ تو صرف خبط اور پاگل پن ہے۔ آپ کی یہ تفسیر سراپا مخالف اجماع جم غصیر ہے۔ اس عقیدہ سے آپ کو باز آنا لازم ہے۔ ”واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم، اللہم اهدنا الصراط المستقیم“ (آمین ثم آمین)

آپ کے سوالات و جوابات جن کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ ”مخالفان جماعت احمدیہ کا تسلی قلب کا قلع قمع“ قلع قمع کے معنی تو آپ کو نہیں آتے ہوں گے مگر طوطی وار کہہ دیا ہے۔

قولہ سوال: ”یہ صاحب کہا کرتے ہیں کہ کہاں عیسیٰ مسیح یا امام آخر الزمان آئے، ابھی کوئی نہیں آئے ہم کو کوئی ابھی گمان بھی نہیں“

الجواب:

”تو آپ سوال بھی متفرق طور پر کرتے ہو۔ اگر خواندہ ہو یا ناخواندہ مگر خواندہ ناخواندہ

سے سیکھ کر کہتا ہے۔ یہ سوال ہمارے ملک میں تسلی بخش ہو رہا ہے۔ ہمیں اس کا جواب دینا فرض

ہوا۔ لیکن بھائی تم اپنے دل میں سوچ لو کہ یہ سوال کیسا گندہ اور کچا اور بودہ ہے۔ کیونکہ کوئی دلائل قرآن اور حدیث سے نہیں صرف تمہارا زبانی جمع خرچ ہے۔ الخ، تا صفحہ ۲۴“

صاحباً چونکہ سوال کی عبارت آرائی آپ جیسے منشی کریں تو پھر گندہ و بودہ کیوں نہ ہو۔ سبحان اللہ! الجواب کے بعد پھر بھی سوال ہی کی تقریر شروع ہو رہی ہے۔ صاحباً سائل کا منشا تو یہ تھا کہ جس شخص کو تم عیسیٰ موعود و مہدی معبود بناتے ہو اس میں تو ہمارے گمان میں عیسائیت و مہدویت کے حسب فرمان منجر صادق کے ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ مثل مشہور ہے کہ، ”کاٹھ کا بلا تو میاؤں کون کرے“ پھر آپ نے جواب کا خلاصہ یہ لکھا ہے۔ ”بھائی صاحبان تم نے قادیاں شریف جا کر مرزا صاحب کی باتیں نہیں سنیں اور ان کی کتابوں کی تحقیقات نہیں کی۔ کیونکہ یہ نبی آخر الزمان ہے۔ اس پر گنتی رسولوں کی ختم ہو گئی۔ جس طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”واذا المرسل اقبلت“ (اور جب رسولوں کی گنتی پوری ہو جاوے گی) پس ابتدا اور انتہا خدا تعالیٰ کے کاموں کا ہم مثل ہوتا ہے اور اس کے کام اس طرح سے سرانجام ہوتے ہیں اور دوسرا تم نے سجدہ شکر یہ ادا نہیں کیا۔ دونوں کام جو کئی برعکس کئے اور یہ کام شیطان کے تھے جو تم نے کر لئے۔“ دیکھو یہ کلام کیسا لغو و بکواس ہے۔ اور نص اور حدیث کے مخالف ہے۔ صاحباً تم تو ماہر قرآن ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اب آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ و حدیث ”لا نبی بعدی“ کو پس پشت ڈال کر ”کمثل الحمار یحمل اسفاراً“ بن گئے۔ اسی کو کہتے ”من حرامی جحماں ڈھیر“ آپ نے ہمارے ذمہ دو شیطانی کام لگائے ہیں۔ ایک قادیاں نہ جانا۔ دوسرا سجدہ شکر یہ بجانہ لانا۔ صاحب اس دعوے کی آپ کے پاس کون سی آیت یا حدیث دلیل ہے یا صرف من گھڑت بات ہے۔ آپ کا عقیدہ جو مخالف آیت یا حدیث مرقومہ ہے آپ کو خود شیطان بنا رہا ہے۔ مثل ہے کہ جو جان بوجھ کر اندھا ہو اس کا علاج کیا۔ آپ کو اس گندہ عقیدہ سے باز آنا لازم ہے ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔

”من یهدی اللہ فلا مضل له ومن یضللہ فلا ہادی له“



ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

قولہ سوال:

- ۱۔ مسیح اور مہدی کا ابھی کوئی نشان نہیں آیا۔
- ۲۔ اگر آوے گا تو اور رنگ ہو جاوے گا۔
- ۳۔ وہ بادشاہی دنیا کی ہمراہ لائے گا۔ ملک فتح کرے گا۔ کفار کو تہ تیغ کر کے اسلام پر لے آئے گا۔
- ۴۔ اور دجال آئے گا تو ایک گدھے پر چڑھ کر آئے گا اور کہے گا کہ، ہم خدا ہیں، ہماری خدائی کو مانو بہت خلقت اس کے ساتھ ہو جاوے گی۔ جو اسے نہ مانے گا تو بارش بند کر دے گا اور گدھا اس کا ستر باع کا ہوگا۔ اور سوکوس پر لید کرے گا۔ اس کے آگے دخان کا پہاڑ چلے گا وغیرہ وغیرہ۔

- ۵۔ اور یا جوج ماجوج آئیں گے تو پانی سب دریاؤں کا پی جائیں گے۔ کچھ نہ چھوڑیں گے۔ بلند مکان پر کھڑے ہو کر تیرا آسمان پر چلائیں گے۔ اور وہ خون آلودہ آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہماری کتابوں میں لکھا ہے، اگر اس طرح نہ آویں تو ہم نہیں مانیں گے۔ بھائی صاحب میں تم کو ایک جواب "مختصر دون" گا۔ الخ تا صفحہ ۳۵۔

اس سوال میں آپ نے بعض فقرے ایسے درج کیے ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں اور صرف جہلاء کو دھوکہ دینے کو یوں ہی لکھ مارے ہیں۔ وہ یہ کہ سوکوس پر لید کرے گا۔ اس کے آگے دخان کا پہاڑ چلے گا۔ یہ مرزائی جماعت کے گھر کی بنائی ہوئیں باتیں ہیں تاکہ ریل کو گدھا بنانے میں کام آئیں۔

دخان تو قرب قیامت ایک علیحدہ علامت ہے۔ جیسا کہ، دابة الارض قال اللہ تعالیٰ

”فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس هذا عذاب علیم“

وہ ایک ایسا دھواں ہوگا جو مشرق و مغرب تک زمین کو آسمان تک پھر لے گا۔ اور چالیس دن رہے گا

اور خلقت کو بہت تنگ کرے گا۔ جیسا کہ لفظ ”عذاب الیم“ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اس کی پوری تفصیل تفسیروں اور حدیثوں میں ہے۔ آپ کا اس کو ریل کا دھواں بنانا کیسا خلاف آیت اور حدیث ہے آیت اس کے ”عذاب الیم“ ہونے کی گواہی دے رہی ہے۔ اور حدیث سب زمین و آسمان پر کر لینے اور چالیس دن رہنے کی کیا آپ کے مقرر شدہ دھواں میں بھی یہ وصف ہیں؟ ہرگز نہیں آیت و حدیث کے منکر کا حکم آپ بخوبی جانتے ہیں۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ گدھا اس کا ستر ۷۰ باع کا قد آور ہوگا یہ بھی برخلاف حدیث ہے۔

”عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال یخرج الدجال علی حمار اقمر

بین اذبه سبعون باعا“ (رواہ بیہقی فی مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال خوب سفید گدھے پر (سوار ہو کر) نکلے گا اس کے (گدھے کے) دونوں کانوں کے درمیان ۷۰ باع کا فاصلہ ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بھی صاف معلوم ہوا کہ دجال کے گدھے کا سفید رنگ ہوگا۔ کیونکہ اقمر سخت سفید رنگ کو کہتے ہیں۔ پس یہ حدیث بھی ریل کے گدھا بنانے کی مانع ہوئی کہ وہ سیاہ لے رنگ ہوتی ہے۔ مگر اندھوں کے آگے سیاہ سفید برابر ہے۔ پھر اس سوال کا جواب جو لکھا ہے وہ بعینہ مصداق ”سوال گندم جواب چنا کا ہے“ وہ بھی ریت میں ڈالا ہوا۔ آپ کی درہم برہم عبارت کے سوال کا پہلا فقرہ یہ ہے، ”مسح اور مہدی کا ابھی کوئی نشان نہیں آیا“ جواب یہ نکلا کہ قوم نصاریٰ جو دجالی ہیں، یہی مسح اور مہدی کے آنے کے نشان ہیں۔ اور ان کے دجال ہونے کی یہ دلیل گزری کہ زمین آسمان وغیرہ سب ان کے تابع ہیں۔ جیسے آپ کی عبارت ”پانی، آگ، پہاڑ، دریا، برق، آسمان، زمین، باد، اشجار، پنچھی، حیوان، جن، انسان اور نباتات وغیرہ زیر حکم ہیں۔“ سو گزارش ہے کہ پانی وغیرہ سب کا تابع ہونا دجال کے کسی آیت و حدیث سے ثابت

۱۔ شاید آپ کہیں کہ ریل میں فسٹ کلاس کی گاڑی سفید ہوتی ہے۔ مگر اس میں دو نقص لازم آتے ہیں۔ ایک تو گدھے ہزار ہا ٹھہرے دوسرے مرزا صاحب سواری فسٹ کلاس کے کرنے سے خود دجال بن گئے۔

نہیں۔ البتہ زمین و آسمان کی تابعداری بعض باتوں میں ثابت ہے۔ اگر بالفرض مانا بھی جائے تو پھر نصاریٰ میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ پانی یا آگ یا پہاڑ کو نصاریٰ اپنی طرف بلائیں تو چلے آئیں۔ مینہ برسانا یا انگوری جمانا ان کے اختیار میں ہے؟ ہرگز نہیں، اگر یہ ان کے زیر حکم ہوتی تو جابجا نہریں بڑی تکلیف اٹھا کر لیجانے کی کیا ضرورت تھی۔ کبھی ایسی سخت بارش آتی ہے کہ ان کی سڑکیں و نہریں بالکل خراب کر دیتی ہے۔ آپ کی ایسی بودی باتوں کو تو طفلان مکتب بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔

خدا را از راه انصاف ذرا ان حدیثوں کی طرف تو غور کیجئے جو رسالہ کے اول دجال کے بارہ میں نقل کی گئی ہیں۔ کیا ان سے دجال ایک شخص واحد ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ”ہو دجل“ نہ کہ ”ہو قوم“ اگر آپ کو حدیث کی سمجھ نہیں آتی تو یہاں آ کر سمجھ جائیں۔ کہ دین کے لئے شرم اچھی نہیں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ آپ اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ کی سطر ۶، پر ان کو دجال بنا کر پھر اسی صفحہ کی سطر ۱۱، پر نصاریٰ کو یا جوج ماجوج بناتے ہیں، لکھتے ہو ”لیکن یا جوج ماجوج کی قوم تو یہی ہے اچھا دجال کہاں گیا؟ دجال تو معلوم ہے پادری صاحبان اور آریہ ہیں۔ اور کل اقوام ان کی قوم کے بہر تھی ہے“

سچ ہے کہ جھوٹے گواہ کی زبان سے کبھی کچھ نکلتا ہے کبھی کچھ۔ آپ کا یہ صرف زبانی دعویٰ ہے یا کوئی آیت و حدیث بھی ہے۔ ہرگز نہیں (نعوذ باللہ من ذالک اللغویات) پھر فقرہ ”اگر آئے گا تو اور رنگ ہو جائے گا“ کا جواب جو آپ نے لکھا ہے جس کا خلاصہ ہے ”دیکھو ہے اور آگ اور کئے کارخانہ کے مشینیں قسم قسم چلا رہے ہیں۔ اور یعنی تار برقی دیکھو کہ ملک کی جاسوسی کر رہی ہے۔ اور دوائی کا کام بھی دیتی ہے۔ اور پادری صاحبان کو دیکھو کیسے علم نکالے ہیں۔ انجمنیں بنا کر وعظ شروع کئے اور فاحشہ عورتوں کو جو کنواری ہوں اور شکلیہ ہمراہ لے کر خلق اللہ کو وعظ کرنا اور عمدہ عمدہ راگ سنانا وغیرہ وغیرہ۔“

واہ رے! آپ کی لیاقت و حماقت مسیح موعود کے زمانہ کی عجب شان دکھائی ہے کیوں نہ

ہو چونکہ آپ کے مسیح مرزا قادیانی ٹھہرے تو رنگ بھی ایسا ہی چاہئے۔ آپ نے اس فقرہ کا مطلب ہرگز نہیں سمجھا سائل کا مقصود تو یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں دینداری کی رونق و اسلام کا روپ زیادہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ سب مال دنیا سے بہتر ہوگا۔ اور طرح طرح کی برکت۔ دیکھو حدیث طویلہ کی بعض عبارت کا ترجمہ جو پہلے گزر چکی ہے۔

نیز احادیث صحیحہ میں

”وتكون الممل كلها الاسلام و ترفع الاسود مع الابل و المنار مع

البقر و الذباب مع الغنم و يلعب الصبيان مع الحيات“

ترجمہ: سب کا دین ایک ہی دین اسلام ہوگا۔ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیں کے ساتھ اور بھیڑ بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ چونکہ زمانہ حال میں یہ رنگ موجود نہیں، آپ کے مرزا صاحب مسیح موعود نہیں بن سکتے۔

فقرہ ۳:- ”وہ بادشاہی دنیا کی ہمراہ لائے گا، ملک فتح کرے گا، کفار کو تہ تیغ کرے گا۔“ پھر

اس کے متعلق آپ آخری ورق پر لکھتے ہیں کہ ”بادشاہی دو قسم ہے ایک روحانی جیسے حضرت رسول

اللہ ﷺ اور سب اولیاء اللہ ہیں۔ دوسری دنیاوی جسمانی اور مسیح موعود کے جسمانی بادشاہ ہونے پر

کوئی دلیل نہیں۔ صرف روحانی بادشاہ ہوں گے جیسے مرزا صاحب تھے۔“ افسوس! صد افسوس کہ

آپ حضرت ﷺ کو بھی ظاہری بادشاہ قرار نہیں دیتے۔ کیا آپ کو آیات قتال و جہاد سب بھول گئیں۔

جنگ احد و جنگ حنین وغیرہ۔ جن کا شاہد قرآن کریم ہے۔ یہ بھی یاد رہے۔ کیا جنگ کرنا ظاہری

بادشاہوں کا کام نہیں؟ یہ بیت بھی یاد نہیں کہ، ع

خراج آورش حاکم روم وری

خراجش فرستاد کسری وکی

شاید آپ کے خیال میں ہوگا کہ آنحضرت ﷺ بھی مرزا صاحب کی طرح کسی نصاریٰ

کے باج گزار ہوں گے۔ ویسا ہی عیسیٰ بھی ظاہری باطنی بادشاہ ہوں گے۔ دیکھو الفاظ حدیث صحیحہ،

”یکون حکماً عاداً لا ویکسر الصلیب ویقتل الخنازیر و یضع الجزیة“ حاکم عادل ہونا ظاہری بادشاہوں کا لقب ہے، یا نہیں؟ صلیب کا توڑنا اور جزیہ کا لینا یا معاف کرنا ظاہری بادشاہی کے متعلق ہے یا نہیں۔ بالفرض اگر ظاہری بادشاہ نہ بھی ہوں، تو وہ علامات جو آگے مذکور ہو چکی ہیں، ان کا ظہور تو ان کے زمانہ میں ضرور ہے۔ کیا مرزا صاحب کے زمانہ میں ان سے ایک علامت بھی تھی؟ ہرگز نہیں۔ پھر کیسے مرزا مسیح موعود بنے؟

فقہہ ۴:- ”دجال آوے گا گدھے پر چڑھ کر آوے گا اور کہے گا کہ ہم خدا ہیں۔ ہماری خدائی مانو بہت خلقت اس کے ساتھ ہو جائے گی جو اس کو نہ مانے گا تو بارش بند کر دے گا۔“ دجال کا آنا گدھے پر چڑھنا اور ربوبیت کا مدعی ہونا اور اکثر یہود کا اس کے تابع ہو جانا اور اس کے حکم سے بارش کا برسا اور انگوروں کا اگنا حدیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیثوں میں دیکھ چکے ہو۔ پس جن کو آپ دجال بنا رہے ہو، چونکہ ان میں یہ باتیں موجود نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ دجال نہیں یہ آپ کا صرف خیالی پلاؤ ہے۔ پھر حدیث صحیح کے منکر کا حکم آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ بیان کی حاجت نہیں۔

فقہہ ۵:- ”یا جوج ماجوج آویں گے تو پانی سب دریاؤں کا پی جاویں گے۔ کچھ نہ چھوڑیں گے اور اونچے بلند مکان پر کھڑا ہو کر تیرا آسمان پر چلائیں گے۔ وہ خون آلود ہو کر آئیں گے وغیرہ وغیرہ۔“ یا جوج ماجوج آپ نے نصاریٰ کو مقرر کیا ہے۔ اور آسمان پر تیر مارنے کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ ”مرغی کے انڈوں میں ۲۴ گھنٹے تک حیوان پیدا کرنا۔“ اور پچکاری کے ذریعہ سے عورتوں کے رحم میں منی ڈال کر حاملہ کرنا۔ ایسے کام تیر مارنے تقدیر الہی میں ہیں۔ یہ آسمان کو تیر مارنے نہیں تو کیا ہے۔“ آپ کے اس سوال کے جواب پر یہ مقولہ ہندی خوب صادق آتا ہے۔ ”ککر تو ڈھٹیا داند، کھوتے دا بھج گیا سنگ“ یہ آپ کا خیال قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

”قالوا یا ذالقرنین ان یا جوج و ماجوج مفسدون فی الارض فهل

نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا و بینہم سدا“ پ ۱۶

ترجمہ: انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بے شک یا جوج ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔

تو کیا ہم آپ کیلئے کچھ مال مقرر کر دیں اس پر کہ آپ ہم میں اور ان میں ایک دیوار بنا دیں۔ (تو ذوالقرنین نے) کہا وہ جس پر میرے رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے تو میری مدد طاقت سے کرو کہ میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں۔

ذرا اس آیت کی تفسیر دیکھیں۔ اور ان کا حلیہ! وفساد مفصل مطالعہ فرمادیں۔ یا جوج ماجوج کا بلند مکانوں پر پھرنا اور پانی کا پی جانا اور زمین والوں کو قتل کرنا پھر آسمان کی طرف تیروں کا پھینکنا اور خون آلودہ واپس آنا یہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حدیث طویلہ مروی ہے ”عن نواس بن سمعان“ جو پہلے لکھی گئی، ذرا غور سے دیکھیں اور جو آپ نے آسمان پر تیر پھینکنے کی تاویل پچکاری سے لی ہے یہ تو کوئی اجہل بھی نہیں مانتا۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ اور جو لکھا ہے کہ ”ایسے کام تیر مارنے تقدیر الہی میں ہے“ کیا انسان تقدیر کو بدل سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ، پہاڑ اپنے مکان سے دور ہو سکتا ہے مگر تقدیر ہرگز نہیں بدلتی۔ آپ منکر بالقدر ٹھہرے۔ حالانکہ ایمان بالقدر فرض ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک الاعتقاد)

سوال: ”بعضے کہتے ہیں کہ نشان مہدی تو اکثر آگئے ہیں۔ اب مہدی آ جاوے گا یہ اہل رائے کے نزدیک کیسا پوچ سوال ہے۔ صرف بلا مغز کیوں کہ نشان اور گواہ حاضر ہو گئے۔ مدعی ابھی کوئی نہیں دعویٰ کیا..... الخ“ افسوس! آپ کی حالت پر کہ یہ بھی نہیں سمجھا کہ علامت و شرط چیز سے پہلے ہوتی ہے۔ کیا علامات قیامت جو قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں وہ قیامت سے پہلے آئیں گی۔؟ یا قیام قیامت کے وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”اقتربت الساعة وانشق القمر“ انشقاق قمر کو کتنی مدت گذر چکی ہے۔ شاید آپ نے بادل بھی کبھی نہیں دیکھے جو بارش کا نشان ہے۔ کیا وہ آتے ہی بارش شروع ہو جاتی ہے؟ پھر جو آپ نے طاعون کو دابة الارض کہا ہے، کون سی آیت کون سی حدیث آپ کی سند ہے؟ یا صرف من بھاتی گپ ہے۔

مختصر کچھ حلیہ بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے منقول ہے کہ ان میں سے بعض کے قد کی مقدار ایک باشت کی ہے اور بعض بہت بلند۔ چنانچہ حدیث میں ہے ایک قسم کا ان میں سے قد مثل درخت دراز کے ہے۔ جو ولایت شام میں ہوتا ہے اور اس کا طول ۱۲۰ گز ہے۔ اور بعض کا طول و عرض برابر ہے اور بعض کے کان ایسے لمبے ہوتے ہیں کہ ایک سے فرش اور دوسرے سے لحاف بناتے ہیں۔ ۱۲۔

قال اللہ تعالیٰ:

”واذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان

الناس كانوا بايتنا لا يوقنون“

ترجمہ: جب ان پر (عذاب کا) فرمان ثابت ہو جائے گا (تو) ہم ان کیلئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔

تفسیروں میں آیا ہے کہ وہ ایک جانور ہے طول اس کا (۶۰) گز ہوگا، چار پاؤں، بال زرد و باریک، جیسا کہ پنکھی کے بچے ہوتے ہیں، دو پر بڑے ہوں گے کوئی ان سے بھاگ نہ سکے گا۔ نہایت روشن ہوگا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، سر اس کا گائے کی مانند ہوگا۔ عین المعانی میں ہے کہ آنکھ اس کی خوک کی مانند، کان مانند فیل، سینگ مانند گائے پہاڑی، رنگ مانند پلنگ، گردن مانند شتر مرغ، سینہ مانند شیر پہلو مانند یوز، پاؤں مانند شتر، دم مانند دنبہ۔

حدیث میں آتا ہے کہ وہ مسجد حرام سے نکلے گا۔ آدمی دیکھتے ہوں گے تین روز کے بعد اس کا ثلث باہر نکلے گا عصائے موسیٰ و خاتم سلیمان اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔ جس کو عصا لگا دے گا اس کا منہ سفید ہوگا اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان خاتم سلیمان لگائے گا۔ ان کے منہ سیاہ ہو جائیں گے۔ پس تمام دنیا میں کوئی آدمی نہ رہے گا مگر سیاہ یا سفید منہ والا۔ کسی کو نام سے نہ بلائیں گے۔ سفید منہ کو بہشتی کر کے بلائیں گے اور سیاہ منہ کو دوزخی۔ (تفسیر حسینی وغیرہ) فرمائیے آپ کے دابة الارض میں یہ اوصاف موجود ہیں؟ ہرگز نہیں، صرف دعویٰ بلا دلیل ہے۔

”وعن عبد اللہ ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال سمعت

رسول اللہ ﷺ يقول ان اول الايات خروج الشمس من

مغربها وخروج الدابة على الناس ضحى ايها ما كانت قبل

صاحبته فالا اخرى على اثرها قريبا“ (رواه مسلم)

جس کا حاصل یہ ہے کہ طلوع الشمس و خروج دابة قریب قریب ہوگا۔ یعنی جب ایک

ہوگا دوسرا اس کے پیچھے جلدی ہوگا، کچھ دیر نہ ہوگی۔ پس آپ کا دابہ تو نکلا مگر طلوع شمس مغرب سے نہ ہوا۔ شاید آپ کے شہر میں ہوا ہوگا۔ اگر آپ یہ دعویٰ کرو کہ، طلوع شمس من المغرب ہو چکا ہے پھر پس چونکہ بعد طلوع بموجب ”یغلق باب التوبة“ تو کا دروازہ بند ہو گیا تو پھر آپ کا ایمان لانا مرزا کے ساتھ بے سود ہوگا۔

(العیاذ باللہ من هذه الهفوات والواہیات)

سوال:

”مہدی اور مسیح آخر الزمان آیا تو وہ بادشاہی لاوے گا اور کفار کو بزور تلوار تہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا۔ اور مہدی اور ہے۔ اور عیسیٰ اور“ پہلے دو فقرہ کی نسبت آگے لکھا گیا ہے۔ آخری فقرہ کے جواب میں آپ نے لکھا ہے حدیث ”لا مہدی الا عیسیٰ“ قصبات کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ جب حدیثوں کو تطبیق نہ ہو یہ جاہلی ہے“ آفرین آپ کی عقل اور آپ کے انصاف پر۔ چند احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر ایک حدیث ضعیف پر جو قابل تاویل بھی ہو عمل کرنا اس کا نام تطبیق ہے۔ زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ سب قرآن و احادیث مشہورہ کی تاویل کر لیتے ہو اس حدیث میں تاویل کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ سچ ہے کہ صاحب الغرض مجنون۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں تو آگے حدیثیں لکھ چکے ہیں۔ اب امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں بھی چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

”عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي“ (رواه ترمذی و ابو داؤد) و فی روایة، ”له لو لم يبق من الدنيا الا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث الله فيه رجلا مني او من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي واسم ابیه اسم ابی یملاً الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت ظلماً جوراً“



”و عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدى من عترتى  
من اولاد فاطمة“ (رواه ابو داؤد)

”وعن ابى سعيد الخدرى ؓ قال قال رسول الله ﷺ المهدى منى  
اجلى الجبهة ابنى الانف يملأ الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت ظمأً  
و جوراً يملك سبع سنين“ (رواه و ابو داؤد)

پس ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ امام مہدی سید ہوگا۔ اور اس کا نام محمد ہوگا۔  
اور اس کے والد کا نام عبد اللہ۔ پس اس سے بخوبی واضح ہوا کہ امام مہدی نہ عیسیٰ بن مریم علیہ  
السلام، نہ غلام احمد قادیانی، بلکہ ایک شخص علیحدہ ہے۔ باقی رہی حدیث ”لا مہدی الا عیسیٰ“  
جس پر آپ کا بڑا زور ہے۔ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ نقادان حدیث محمد ابن جزری وغیرہم نے  
اس کی تضعیف کی ہے۔ پس آیات و احادیث صحیحہ کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو۔

شیخ محمد اکرم صابری نے اس حدیث کو اپنی کتاب ”اقتباس الانوار“ میں کلام محذوف پر  
حمل فرمایا ہے۔ یعنی

”لا مہدی بعد المہدی المشهور الذی ہو من اولاد محمد و علی  
علہم السلام الا عیسیٰ“

بلکہ مرزا صاحب کے ایک شعر سے بھی ان کا دو ہونا ثابت ہے وہ یہ ہے۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں

ہر دوراں شہسوارے ینم

شاید آپ پھر اس عقیدہ سے پھر گئے ہوں۔ جیسا کہ پہلے عیسائیوں کو دجال اور ریل کو  
دابة الارض بنا کر آخر عیسائیوں کو یا جوج ماجوج طاعون کو دابة الارض قرار دیا ہے۔ افسوس! ایسے  
نامعقول اعتقاد پر اور جو لکھا ہے۔ ”جب حدیثوں کی تطبیق نہ ہو یہ جاہلی ہے۔“ صاحب آپ تطبیق  
کے معنی جانتے ہو۔ لفظ کی کتابت تو اصل رسالہ میں تبیق بہ حرف ”تا“ لکھتے ہو۔ معنی بھی ویسے ہی

جانتے ہوں گے۔ سینے اصولین کا قاعدہ ہے کہ، جب دو حدیثیں آپس میں متعارض ہوں تو پہلے ان کی تاریخ معلوم کی جاتی ہے۔ اگر یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ اول فرمائی ہے تو اول کو منسوخ ثانی نسخ مقرر کیا جاتا ہے۔ اور عمل آخر پر ہوتا ہے۔ مگر اس جگہ یہ بات متحقق نہیں۔ اگر تاریخ معلوم نہ ہو تو ان کی قوت وضعف کی طرف خیال کیا جاتا ہے۔ قوی پر عمل ہوتا ہے اور ضعیف کو چھوڑا جاتا ہے۔ جیسا کہ ”مانحن فیہ“ اگر قوت وضعف میں دونوں برابر ہوں تو پھر بموجب کلیہ ”اذ تعارضتا تساقطا“ دونوں کو چھوڑ قول صحابہ واجماع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ پس یہ کلیہ ہمارا مددگار آپ کو جھٹلا رہا ہے۔ بالفرض ”لا مہدی الا عیسیٰ“ کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو پھر بھی مرزا صاحب کو مفید نہیں۔ کیونکہ جب ارادہ مثیل کا ابن مریم سے بشہادت آیات قرآنیہ ممتنع ہو تو پھر وہی عیسیٰ بن مریم جو نبی وقت تھا مہدی بنا، مرزا صاحب کو کیا فائدہ؟

احادیث نزول عیسیٰ اور ظہور دجال اور متواترۃ المعنی ہیں۔ مسلمان کو ایمان رکھنا ان کے ساتھ ضروری ہے۔ ہرگز ہرگز کسی کے دھوکہ میں نہ آنا چاہیے۔ ”فאלلہ خیر حافظاً و هو ارحم الراحمین“ اور دیکھئے مرزا صاحب کا دھوکہ چونکہ شیخ محمد اکرم صابری صاحب ”اقتباس الانوار“ کو مرزا صاحب اپنی تالیف ”ایام الصلح“ فارسی کے صفحہ نمبر ۱۸۰، پر اپنے دعویٰ کی تائید کیلئے بایں صفت موصوف کرتے ہیں شیخ محمد اکرم صابری کہ، ”ازا کا بر صوفیہ متاخرین بودہ اندگفتہ اند قول و بعضے برانند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق ایس حدیث (لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم)“ بعد اس کے شیخ محمد اکرم قدس سرہ کا قول ”و ایس مقدمہ نہایت ضعیف است“ حذف کر دیتے ہیں کہ ہمارے دعویٰ کی تردید محمد اکرم صاحب کے قول ہی سے نہ ہو جائے۔ اور شیخ محمد اکرم صاحب کا قول ہم بعینہ نقل کرتے ہیں۔ اقتباس الانوار کے صفحہ ۵۲ جو بروزی نزول کی تفعیف فرماتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

”بعضے برانند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است

مطابق ایس حدیث (لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم) او ایس مقدمہ نہایت ضعیف است“



ہے۔ یعنی ہم بھی ان کی مانند آسمانی کتاب کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت کرنے والے سیدھے راستے پر چلنے سے تیری حب و انس و رضا اور لقا کو پالیویں۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم بھی انبیاء و رسل گزشتہ کا مقام نبوت و رسالت حاصل کر لیں۔ یا بسبب کمال اتباع کے ان کے لقب مخصوص کے مستحق بن جائیں۔ کیونکہ نبوت و رسالت مع لوازم اپنی کے ”التیاب“ ہیں یا احکام خاصہ ”ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء“ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی موہوبی ہیں نہ کسی۔ اور بسبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام خاصہ مل سکتے تو خلفاء اربعہ و حسنین اور اولیاء سلف رضوان اللہ علیہم بڑا استحقاق رکھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باوجود شان ”انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ“ فرماتے ہیں ”الا وانی لست نبیاً ولا یوحی الی“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مکاشفات و اخبارات حقہ کو جن پر تاریخ اور کتب سیر شاہد ہیں وحی نہیں کہا گیا۔ اور نہ ان کے سبب سے ان کو نبی کہلانے پر جرأت ہوئی بلکہ جب دیکھا کہ ہماری مکاشفات و اخبارات اور بیان حقائق و معارف قرآنیہ کے باعث سے لوگ ہم کو نبی اور موحی اللہ سمجھیں گے تو جھٹ ان کی غیر واقعی خیال کا ازالہ فرمایا۔ تنبیہاً کلمہ ”الا“ کے ساتھ فرمایا: ”الا وانی لست نبیاً ولا یوحی الی“ خیال فرمائیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہما و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باوجود مکاشفات و الہات و اخبارات حقہ نبوت کے مدعی نہ ہوئے تو پھر مرزا صاحب باوجود الہامات باطلہ جن کے بطلان کی خود ان کی صدہا کاذبہ پیشین گوئیاں شاہد ہیں۔ کیسے مدعی نبوت بن سکتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک دو پیشین گوئی بطور استشہاد لکھی جاتی ہیں۔

## پیشین گوئی متعلقہ ڈپٹی آفٹم

یہ پیشین گوئی مرزا صاحب نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے حریف مقابل ”مسٹر آفٹم“ کی نسبت کی تھی۔ جس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ ”آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابہتال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹھ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جا کھے کیے جائیں۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔“ (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

پھر فرماتے ہیں ”میں حیران تھا کہ اس بحث میں مجھے کیوں آنے کا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اسی نشان کیلئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹھ پر ہے وہ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آج کے تاریخ سے بہ سزا موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیہ کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔“ (حوالہ مذکورہ)

پس اس پیشین گوئی کا مضمون بالکل صاف ہے۔ یعنی ڈپٹی آتھم جس نے مسیح کو خدا بنایا ہوا ہے اگر مرزا جی کی طرح اسلام نہ لایا تو عرصہ ۱۵/ماہ میں مرجائے گا اور ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ اسلام تو اپنی حقیقت میں ایسے مکاشفات کا محتاج نہیں لیکن مرزا صاحب نے مخالفین سے اسلام پر دھبہ لگوا دیا۔ اسی پیشین گوئی کے متعلق مرزا صاحب نے جو حیرت انگیز چالاکیاں کیں ہیں ان کی تردید اس پیشین گوئی کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے۔

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے رسالہ ”الہامات مرزا“ میں وہ تردید لکھی ہے جس سے بڑھ کر متصور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ پیشین گوئی معہ نظر اسی رسالہ سے نقل کی گئی ہے۔ اس جگہ پر نقل کرنا اس چھٹی کا جو خان صاحب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ نے آتھم والی پیشین گوئی کے خاتمہ پر بھیجی بھی ضرور ہے تاکہ مسلمان پر صداقت پیشین گوئی مرزا صاحب کی بخوبی ظاہر ہو جائے۔ اور مرزا جی کا بیت اللہ میں حلف اٹھانے کا دھوکہ ظاہر ہو جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مولانا مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ،

السلام علیکم، آج ۷ ستمبر ہے اور پیشین گوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تھی۔ گو پیشین گوئی کے الفاظ کچھ ہی ہوں لیکن آپ نے جو الہام کی تشریح کی تھی وہ یہی ہے کہ ”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ ۱۵/ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزا موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے، مجھ کو پھانسی دی جائے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔“

اب کیا پیشین گوئی آپ کی تشریح کے موافق پوری ہو گئی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ عبد اللہ آتھم

اب تک صحیح و سالم موجود ہے۔ اور اس کو بہ سزا موت ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ اگر یہ سمجھو کہ پیشین گوئی الہام کے الفاظ کے بموجب پوری ہوگئی۔ جیسا کہ مرزا خدا بخش صاحب نے لکھا ہے اور ظاہری معنی جو سمجھے گئے تھے وہ ٹھیک نہ تھے۔ اول تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کا اثر عبد اللہ آتھم صاحب پر پڑا ہو۔ دوسرے پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمدًا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کے اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی تو بعض اندھے سو جا کھئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے، بہرے سننے لگیں گے۔

پس پیشین گوئی میں ہاویہ کے معنی اگر آپ کی تشریح کے بموجب نہ لئے جائیں اور صرف ذلت اور رسوائی لی جائے تو بے شک ہماری جماعت ذلت اور رسوائی کے ہاویہ میں گر گئی۔ عیسائی مذہب اسی حالت میں سچا سمجھا جائے۔ اگر یہ پیشین گوئی سچی سمجھی جائے جو خوشی اس وقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمان کو کہاں۔ مسلمانوں کو تو نہیں بلکہ مرزائیوں کو شرمندگی اور بڑی شرمندگی ہے۔ پس اگر اس پیشین گوئی کو سچا سمجھا جائے تو عیسائیت ٹھیک ہے۔ کیونکہ جھوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہوگی اب رسوائی مسلمانوں کو ہوئی میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیشین گوئی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی لڑکے کی پیشگوئی میں تغافل کے طور سے ایک لڑکے کا نام بشیر رکھا وہ مر گیا تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔ اب اس معرکہ کی پیشین گوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھایا۔

اگر یہ کہا جائے کہ، احد میں فتح کی بشارت دی گئی تھی آخر شکست ہوئی تو اس میں ایسے زور سے اور قسموں سے معرکہ کی پیشگوئی نہ تھی اور اس میں لوگوں سے غلطی ہوگئی تھی اور آخر جب مجتمع ہو گئے تو فتح ہوئی۔ کیا کوئی ایسی نظیر ہے کہ اہل حق کو بالمقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہو کر

اور معیار حق و باطل ٹھہرا کر ایسی شکست ہوئی ہو۔ مجھ کو تو اب اسلام پر شبہے پڑنے شروع ہو گئے۔ لیکن الحمد للہ کہ اب تک جہاں تک غور کرتا ہوں اسلام بالمقابل دوسرے ادیان کے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کے دعویٰ کے متعلق تو بہت ہی شبہ ہو گیا۔ پس میں نہایت بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اگر فی الواقع سچے ہیں تو خدا کرے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں۔ اور اس زخم کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمائیں جس سے تشفی کلی ہو۔ باقی جیسا کہ لوگوں نے پہلے ہی مشہور کیا تھا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو آپ پھر کہہ دیں گے کہ ہادیہ سے مراد موت نہ تھی الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ براہ مہربانی بدلائل تحریر فرمادیں، ورنہ آپ نے مجھ کو ہلاک کر دیا۔ ہم لوگوں کو کیا منہ دکھائیں۔ لوگوں کی پروانہ کرو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ میں برائے استفادہ نہایت دلی رنج سے تحریر کر رہا ہوں۔ راقم محمد علی خان“

پس اسلام کا خدا خود حافظ ہے اور خود ہی اس کی حقیقت مخالفین کو ہر زمانہ لاجواب کر رہی ہے اور کرے گی۔ قادیانی صاحب نے جو بصورت دوست اور بمعنی اسلام کے دشمن تھے جہالت کی وجہ سے اسلام کی بیخ کنی کر دی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ علماء اسلام نے اس کا تدارک کر لیا۔ سعدی علیہ الرحمہ نے سچ کہا ہے کہ۔ بیت:

ترا اژدہا گر بود یار غار      ازاں بہ کہ جاہل بود غم گسار

اور مخالفین سے آنحضرت ﷺ کی شان میں وہ کفریات بکوائے کہ خدا نہ سنائے۔ بلکہ جریدہ عالم پر ان کو بوجہ تحریری ہونے ان کے مثبت کر دیا۔ الحمد للہ والمنة کہ اللہ جل شانہ بحسب وعدہ ”انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون“ کے ہمیشہ اس کو پیشین گوئیوں میں ناکام کرتا رہتا کہ عوام کا لانعام اس کو بوجہ صداقت پیشین گوئی کا کتاب و سنت کے بیان میں سچا نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ جان لیں کہ یہ شخص قرآن اور سنت کا محرف ہے۔ مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد مرزا سلطان احمد کے آسمانی منکوحہ کے پیشین گوئی کی نسبت ناکامیاب ہونا خود مشہور ہے۔ مرزا صاحب نے کہا کہ سب خلقت مجھے قبول کرے گی۔ یہ مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ اگر عیسیٰ موعود ہوتا یہ الہامات کیوں کر



جھوٹے پڑتے۔ اہل انصاف کو تو یہی دلائل اس کے مسیح کاذب ہونے پر کافی ہیں۔ آگے سردار خان تیرا ایمان مان نہ مان۔

پھر جو آپ نے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے، ”اب صوفیان زمانہ کا یہ حال ہوا کہ خود بھی اور مریدوں کو بھی نادعلی اور چہل کاف گنج العرش دلائل الخیرات تسبیح و تہلیل درود بلا معنی پڑھا کرو اور نمازوں کو جلد چٹ کر دیا کرو وظیفہ کا وقت نہ گزرے“ (اگر کوئی غیر قوم دلائل مانگے تو خاموش رہو) سبحان اللہ اب وہ زمانہ بھی آ گیا کہ لوگ تسبیح و تہلیل درود شریف پڑھنے سے مانع ہو رہے ہیں۔ اور ان کے پڑھنے والوں کو برامانتے ہیں۔ سچ ہے کہ خیالات نادان خلوت نشین مبہم مکیند عاقبت کفر دین شاید یہ لوگ فضائل درود شریف تسبیح و تہلیل سے لاعلم ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

”ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ  
و سلموا تسلیما“

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (کریم) پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

”وقال النبی ﷺ من صلی علی مرۃ صلی اللہ علیہ عشر مرۃ“

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

احادیث میں فضائل درود بے شمار ہیں۔ پس درود ایک ایسا عمل ہے جو سب اعمال سے افضل ہے۔ اور ذات حق خود بخود اس عمل کو کر رہی ہے۔ اور اس کے فرشتے بھی کرتے ہیں اور مومنوں کو بصیغہ امر حکم فرمایا ہے جو جو جو ب کے لئے ہوتا ہے۔ اور دلائل الخیرات شاید آپ نے کبھی دیکھی بھی نہ ہوگی وہ اول سے آخر تک قسم قسم کے درود شریف ہیں۔ اور دعائے گنج العرش سب کی سب تہلیل ہے۔ کوئی وظیفہ ایسا نہیں جو تہلیل و تسبیح درود شریف سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے ”وسبحوا بحمد ربہم“ (یعنی وہ لوگ جو تسبیح پڑھتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ) اور تسبیح کا امر فرمایا ہے۔ ”فسبح بحمد ربک“ تہلیل کے معنی شاید

آپ نہ جانتے ہوں گے جو ”افضل الذکر لا الہ الا اللہ“ ہے۔

”قال النبی ﷺ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة“

ترجمہ: نبی (کریم) ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

”قال النبی ﷺ کلمتان خفیفتان علی اللسان و ثقیلتان علی المیزان ،

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“

ترجمہ: نبی (کریم) ﷺ نے ارشاد فرمایا دو کلمے زبان پر ہلکے اور میزان (قیامت) میں بھاری

ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

پس وظیفہ درود و تسبیح و تہلیل قرآن و حدیث سے ثابت ہے ان کی اہانت کرنے والا کافر ہے۔

پٹ اونے دا قدر کی جانے پٹ اونا جت کانا

قدر گل بلبیل بد اند قدر زرر ارگری

قدر سر گیس جعل داند قدر دبہ دگری

پھر جو لکھا ہے، (اگر کوئی غیر قوم دلائل مانگے تو چپ رہو) افسوس آپ کے انصاف پر اگر صوفی نہ

ہوتے تو آپ کے غیر قوم کے دلائل کون رد کرتا۔ اور مرزا صاحب کو کون ہار دیتا۔

کیا صوفی پیر مہر علی شاہ صاحب کا مرزا صاحب کے دعویٰ کی تردید کیلئے تشریف لانا اور

مرزا کا سات دن گھر سے نہ نکلنا آپ بھول گئے ہو یا ”صم بکم عمی“ ہو رہے ہو پھر اسی

صوفی نے اس قوم کے دعاؤں کی بیخ کنی کے لئے کتاب چشتیائی ایسی بنائی کہ سب کے ناک کان

کاٹ ڈالے اور ستیاناس کر دیا کہ آج تک اس کے جواب کے بارے میں بہت ہاتھ پاؤں مارے

اور سرگردانی کی مگر خاک ہاتھ آئی۔ آخر ایسی حسرت میں مرزا صاحب خاک میں مل گئے۔ کیا یہی

چپ رہنے کے معنی ہیں؟ مصنف آپ جیسے ہیں چاہئیں۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد  
میلش اندر طعنہ پا کاں بود

پھر آپ نے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے کہ ”جب تم ہم کو اپنے دل میں حقیر و ذلیل شمار کرتے ہو تو ہمارا وہم

والہامات قرآن مجید کی طرف دوڑتا ہے۔ تو اس بحر عظیم میں ہم کو غوطہ لگانا پڑتا ہے۔ آخر وہاں سے لعل موتی ہاتھ آئے..... الخ“ چونکہ آپ نے قرآن دانی اور اس سے لعل موتی نکالنے کا دعویٰ کیا ہے اور صوفیوں کے بارہ میں صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے کہ ”قرآن کو پڑھنے کے وقت جنتر منتر تنتر کر کے ترت ٹھپ دیا کرتے ہیں۔“

اب وہی صوفی کئی سوال متعلقہ معانی قرآن پیش کرتے ہیں۔ ایک نہیں بلکہ سب جماعت مرزائیہ جمع ہو کر جواب دو اور الہام سے لعل موتی نکال کر پیش کرو۔

سوال ۱:-

۱۔ ”قال اللہ تعالیٰ، والقمر قدرنا ہ منازل“ اس کے متعلق منازل اور علی ہذا القیاس آئیہ کریمہ

۲۔ ”هو اللہ الخالق الباری المصور له الا سماء الحسنی“ مع بیان ہر ایک منزل کے ساتھ ہر ایک اسم کے اسماء الہیہ میں سے تبیین ہر اسم و ہر ایک سورۃ متناسبہ بمنازل بمعہ حروف اوائل جن کی سورتیں بلحاظ تکرار ۷۳ بحسب تعداد ”الایمان و بضع سبعون شعبۃ“ ہیں اور اتقالات قمر بالمنزلة بحسب تثبیت و تریج و تسدیس مع احکام لکھیں۔ اور نیز ۲۸ منازل کی وجہ تخصیص عندا محققین کیا ہے؟ اور عندا الجہور کیا۔ اور نیز ہر برج کیلئے ۲ منازل اور ثلث منزل ہونے کی کیا وجہ ہے۔

اگر ہر برج کیلئے منازل میں سے عدد صحیح ہوتا یا مکسور تو عالم تکوین میں بقانون ”ذالک تقدیر العزیز العلیم“ کیا قباحت اور نقصان تھا پھر منازل صحیحہ اور ملفقہ من الکتور مختلفۃ المزاج بالنفصیل بیان فرمادیں۔ مثلاً ثریا کے لئے مزاج خاص ہے اور حمل نے اس سے ثلث لیا ہے۔ جب ثور کے لئے دو منزلیں اور ثلث چاہئے تھا تو ایک منزلہ و براں صحیحہ اور دو ثلث ثریا کے جن کے ساتھ بقیہ کا ثلث اضافہ کرنے سے دو منزلیں تمام ہوئیں۔ پھر بقیہ سے باقی

ماندہ ثلث لیا گیا علیٰ ہذا القیاس جب تک یہ مذکور مع منزل احدی المزاج اور مختلفہ المزاج مع احکامہ المختصہ کے نہ جائیں جس کے بغیر بروج کا مثلثہ الوجوہ ہونا نہیں معلوم ہو سکتا تو آپ ”والسما ذات البروج“ اور ”والقمر قدرناہ منازل“ اور ”ذالک تقدیر العزیز العلیم“ کو کیا سمجھیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ”وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون“ کو اب مذکورہ یعنی سبع سیارہ میں سے چھوٹے روز والا قمر ہی ”و مقدار بسیر الثوابت ستة وثلاثون الف سنة مما تعدون“ یوم ذی المعارج باصطلاح قرآن کریم مقدار اس کا پچاس ہزار سال اور یوم اس رب کا مقدار ایک ہزار سال۔ پس ضرب کیا جائے حاصل ضرب ایام کو اکب ثابتہ کا بیچ ایام دراری سب سے کے درمیان مجموعہ جو حاصل ہے بروج اور حاصل ضرب ۶۰ فی ۳۶۰ ہے۔ مثلاً اس کا عدد مجموعہ ۲۷۶۰۰ ہے۔ جس میں عدد ایام کو اکب مذکورہ کے ضرب کرنے سے معنی ”تقدیر الكواکب“ معلوم ہو سکتا ہے۔ بغیر اس کے آپ معنی ”ذالک تقدیر العزیز العلیم“ ہرگز نہیں سمجھ سکتے۔ صرف ترجمہ دانی اور چیز ہے۔

سوال ۲:-

”قوله تعالى 'فاردت ان اعيها' اور 'فاردنا ان يبدلها ربهما' افراد اور جمعیت ضمیر کی وجہ مخصوص کیا ہے۔ اور نیز قوله تعالى 'فاردنا ان يبدلها ربهما' سے ”فارد ربک ان يبدلها“ یا ”فارد ربهما ان يبدلها“ یا وہی نظر میں مناسب معلوم ہوتا ہے اس قول باری تعالیٰ کو ”فارد ربک ان يبدلها“ و ایضاً قوله تعالى ”انما امره اذا اراد شیاً ان يقول له کن فيكون“ میں بدر کی تعقیب وجہ بیان کریں۔ ”مع ان المحقق انبه لا افتتاح القول كما لا افتتاح لمعلوم لعلمه تعالى في حدث الا ظهور المكون لعالم الشهادة بعد ان كانا غيبا في علمه تعالى“

جواب وہی میں آپ کی قرآن دانی ظاہر ہو جائے گی۔

سوال ۳:-

قال الله تعالى " و كل شئ احصيناه في امام مبين " قال  
الشيخ ابن عربى الطائى قدس سره فانه الحق المبين والصادق  
الذى لا يمين و بمثل هذا الخاطر يحكم الزاجر و لهذا يصب ولا  
يخطى و يمضى مايقول ولا يبطل ادا استبطاء لا زاجر عند السؤال  
فما هو من اولئك الرجال حال السؤال ما يحكم به المسئول ان  
وقع منه الثوانى الى الزمن الثانى فسد حاله و لم يصدق مقاله  
خذلك امر التفق (ولا وفاق مالها ذلك التحقيق عند العلماء لهذا  
الطريق والنقث) لا يكون له مكث مخلوله انتقاله دور وده زواله  
ومن ذلك نزول الملك على الملك ليس الملك الا من خدمه  
الملك الملك لا ينزل معلما و انما ينزل حلما فان الرحمن علم  
القرآن انظر الى هذه التكملة المحمدية تنبيه لنهد المنزلة العليته  
فاسلك فيها سواء السبيل ولم تجنم الى تاويل فعرس فى احسن  
مقيل فى خفض عيش و ظل ظليل الى ان قال هو ابن الا ما المبين لا  
بل ابو كائن بائن راجل قاطن استوطن الخيال و افترش الكتاب  
واستوظا اللسان بل هو قرآن مجيد فى لوح محفوظ فهد الا امام  
المبين يموى امهات العلوم يبلع عدد مائة الف نوع من العلوم ستة  
وعشرين الف نوع و تسع مائه نوع قال لوط لوان لى بكم قوة  
او اوى الى ركن شديد ، فكان عنده الركن الشديد ولم يكن يعرفه  
فان النبى ﷺ قال يرحم الله اخى لوطا لقد كان ياوى الى ركن شديد  
ولم يعرفه وعرفته عائشة و حفصة فلو عرفت ايها المخاطب علم  
ما كانتا عليه المعرفة معنى هذا الآية

آیت مذکورہ کے متعلق حضرت شیخ صاحب کی تفسیر کا مطلب و نیز دوسری آیت و حدیث کے تحت میں جو لکھا گیا ہے اس کا ما حاصل بیان فرمادیں۔ اور نیز آیت پہلی سے انیس موارد بمعہ نظائر ان کے جو بمقابلہ ہر ایک کے ایک صفت ممکنات کے ہے۔ اور نظائر من القرآن اور نظائر فی التاثر اور نظائر من النار اور ایک لاکھ انیس ہزار چھ سو علم کا صرف نام ہی بتادیں۔ مگر خیال رہے کہ آپ جیسوں کا تاویلی ڈھکوسلا نہیں ہے، یہ علم الرحمن ہے جو بغیر انبیاء و اکمل الاولیاء صلوات اللہ و سلام علیہم و متقدمین ان کے دوسروں کا حصہ نہیں۔

” ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین “ ” اللهم اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ، آمین “

آخر میں لکھا ہے (ای صاحبان اب نور دین کو بھی نہ جانے دو) حضرت نور دین تو خود ” مذہب بین بین ذلک “ کا مصداق ہے۔ اس کی سوانح عمری پر خیال کرنے سے خوب روشن ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمی کی اقتدا بے فائدہ ہے۔ دوسرے چونکہ آپ کا شمس من مغرب طلوع ہو کر غروب بھی ہو گیا ہے تو پھر آپ کا نور دین پر ایمان لانا مردود اور دوسروں کو ترغیب دینا بے سود۔

” والسلام علی من اتبع الهدی “

” بررسواں بلاغ باشد بس “

خادم العلماء و الفقراء فقیر محمد ضیاء الدین سیالوی، اوصلہ الی مراتب الیقین

بتاریخ ۱۳ مارچ ۱۳۲۹ھ اختتام یافت

## اعتراف

ہماری طرف سے حقائق معارف پناہ فضائل و کمالات دستگاہ جناب حضرت پیر صاحب مہر علی شاہ، مسند آراء گولڑہ کافی و شافی جواب ترقیم فرما چکے ہیں۔ اور ان کا بھی اب تک کوئی جواب نہیں۔ فقیر نے بھی جو کچھ لکھا ہے ازراہ ہمدردی لکھا ہے اور جہاں کہیں کوئی فقرہ پیر صاحب کی کتاب سے لکھا ہے وہاں نام درج کر دیا ہے۔

## ضمیمہ

(خلاصہ علامات ظہور مسیح موعوع و مہدی معہود مثبتہ باحادیث صحیحہ متواتر بالمعنی)  
 ”قال اللہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوه وقال النبی ﷺ اتبعوا  
 السواد الاعظم فانہ من شد شد فی النار“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو تمہیں رسول عطا فرمائیں اسے لے لو۔ اور نبی کریم ﷺ نے  
 ارشاد فرمایا تم بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص بڑی جماعت سے جدا ہوا وہ آگ میں گیا۔

## خصوصیات زمانہ مسیح

- (۱) ان کے زمانہ میں جزیہ نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ مال کی مسلمانوں کو کچھ  
 ضرورت نہ ہوگی۔ مگر یہ چودھویں صدی کے مسیح خود ہی چندہ کے محتاج ہیں۔ کبھی بحیلہ  
 منارہ سازی اور بہ بہانہ تصنیف اور کبھی بہ حجت مسافر نوازی۔
- (۲) مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا تو زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ ملے گا۔ بہت متمول اور  
 تو نگر ہوں گے۔ آج دنیا کی تمام اقوام میں سے زیادہ مفلس اور غریب مسلمان ہیں۔  
 زکوٰۃ دہندگان نہایت ہی قلیل ہیں۔
- (۳) باہم بغض اور عداوت جاتی رہے گی۔ سب میں اتحاد اور محبت کا رشتہ  
 مستحکم ہو جائے گا۔
- (۴) زہریلے جانور کی زہر جاتی رہے گی۔ وحوش میں سے درندگی نکل جائے  
 گی۔ آدمی کے بچے سانپ اور بچھو سے کھیلیں گے ان کو کچھ ضرور نہ ہوگا۔ بھیڑیا بکری  
 کے ساتھ چرے گا۔
- (۵) زمین صلح سے بھر جائے گی۔

(۶) زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل پیدا کر اور اپنی برکت لٹا دے اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائے گا اور انار کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے بڑے گروہ کو اور دو گائے کا دودھ ایک برادری کے لوگوں کو اور دودھ والی بکری ایک کنبہ کے شخصوں کو کفایت کرے گی۔

(۷) گھوڑے سستے بکس گے۔ کیونکہ لڑائی نہ رہے گی۔ بیل گراں قیمت ہو جائیں گے، کیونکہ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔

(۸) خداوند تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام دینوں کو محو کر دے گا۔ صرف دین اسلام باقی رہے گا اور اسلام کی ایسی رونق ہوگی کہ تمام دنیا اور دنیا بھر کے مال و متاع سے ایک سجدہ کرنا اچھا معلوم ہوگا۔

## سیرت مسیح

(۱) عیسیٰ علیہ السلام جامع دمشق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پھر اہل دمشق کو ساتھ لے کر طلب دجال میں نہایت سیکینہ سے چلیں گے۔ زمین ان کے لئے سمٹ جائے گی ان کی نظر قلعوں کے اندر اور گاؤں کے اندر تک اثر کر جائے گی۔ جس کافر کو ان کی سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔

(۲) یہ بیت المقدس کو بند پاویں گے۔ دجال نے اس کا محاصرہ کر لیا ہوگا۔ اور اس وقت نماز صبح کا وقت ہوگا۔

(۳) ان کے وقت میں یاجوج ماجوج خروج کریں گے۔ تمام خشکی و تری پر پھیل جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔

(۵) وہ دین اسلام کے لئے لوگوں سے جنگ و قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔



(۶) دجال کو باب لُد پر قتل کریں گے۔ اس کا خون اپنے نیزہ پر لوگوں کو دکھلا دیں گے۔

(۷) اگر وہ پتھر لی زمین کو کہہ دے کہ تو شہد بن کر روانہ ہو تو وہ اسی وقت شہد بن جائے گی۔

(۸) زمین پر چالیس پینتالیس سال تک قیام فرمائیں گے۔

(۹) روضہ مقدس حضرت ﷺ میں مدفون ہوں گے۔

### حلیہ عیسیٰ علیہ السلام

قد در میانہ، رنگ سرخ و سپید، لباس زردی مائل، ان کے سر سے باوجود تر نہ کرنے کے، پانی کے قطرے موتیوں کے دانہ کی مثل ٹپکتے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے، میں شب معراج ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سے ملا، قیامت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی۔ اس کا فیصلہ حضرت ابراہیم کے سپرد ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ پر اس کا تصفیہ رکھا گیا انہوں نے کہا قیامت کے آنے کی خبر تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں خداوند تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے دجال نکلے گا میرے ہاتھ میں شمشیر برندہ ہوگی جب وہ مجھے دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا۔ جیسے رنگ پگھل جاتا ہے۔ یہ حدیث مسند امیر میں ہے۔ اب مرزائی جماعت سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا شب معراج میں اس معاہدہ کے بیان کرنے والے مرزا جی ہی تھے۔ اور اگر عیسیٰ بن مریم نے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر دی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے نزول بروزی بصورت قادیانی سے خبر نہیں دی۔ چنانچہ آپ کا مرغوم ہی کیوں نہ خبر دے۔ ناظرین ذرا غور و انصاف فرمائیں کہ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ لیکن بیت

کے بدیدہ انکار گر نگاہ کند      نشان صورت یوسف و بدن با خوبی

اگر بچشم ارادت نظر کند ردیو      فرشتہ اش نماید بچشم محبوبی

## علامات ظہور مہدی

(۱) دارقطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی معبود کے ظہور کے لئے دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتدا پیدائش آسمان و زمین سے کبھی واقعہ نہیں ہوئیں۔ وہ یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا۔ اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔ حدیث ”ان للمہدی آیتان لم تکنوا منذ خلق السموات والارض ینخسف القمر فی اول لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی نصف منہ“ اور جو ۱۳۱۱ھ میں رمضان شریف میں چاند گرہن و سورج گرہن ہوا تھا وہ ان تاریخوں کے موافق نہ ہوئے تھے۔ جیسا کہ ان کے سنہ کی جنتریوں میں موجود ہے۔ اس لئے وہ قادیانی صاحب کے مہدی ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

(۲) قریب ظہور امام مہدی کے دریائے فرات کھل جائے گا۔ اور اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

(۳) آسمان سے ندا ہوگی ”الا ان الحق فی آل محمد“ (اے لوگو حق آل محمد ﷺ میں ہے)

## شناخت مہدی کی علامت

(۱) ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کرتا اور تلوار اور علم ہوں گے۔ یہ نشان بعد آنحضرت ﷺ کے کبھی نہ نکلا ہوگا اس پر لکھا ہوا ہوگا۔ ”البیعت للہ، بیعت اللہ ہی کے واسطے ہے“

(۲) امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کرے گا۔ اس میں سے ایک پکارنے والا پکارے گا۔ ”هذا المہدی خلیفة اللہ“

(یہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے، اس کی اتباع کرو)

(۳) ایک سوکھی شاخ زمین میں لگا دیں گے تو ہری ہو جائے گی۔ اور اسی وقت

برگ و بار لائے گی۔

(۴) کعبہ کے خزانہ کو نکال کر تقسیم کر دیں گے۔

(۵) دریا ان کے لئے یوں پھٹ جائے گا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے پھٹ گیا تھا۔

(۶) ان کے پاس تابوت سیکنہ ہوگا جسے دیکھ کر یہود ایمان لائیں گے۔

(۷) امام مہدی اہل بیت نبوی سے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے

”المہدی من عترتی من ولد فاطمة“ اور اس کا نام محمد اور اس کے والد کے نام

عبداللہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث ابوداؤد میں ہے۔ قادیانی صاحب نے اپنے اشتہار میں

لکھا ہے کہ مہدی موعود کے فاطمی ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ صاحب! ضرورت تو

اس لئے ہوئی کہ مخبر صادق نے خبر دی ہے آپ فرمائیے مغل بچہ ہونے کی کیا ضرورت تھی۔

(۸) ان کا مولد مدینہ طیبہ ہے۔ (رواہ ابو نعیم عن علی کرم اللہ وجہہ ۱۲)

(۹) مہاجر یعنی ان کے ہجرت کی جگہ بیت المقدس ہوگی۔

(۱۰) حلیہ ان کا گندم گون رنگ، کم گوشت، میانہ قد، کشادہ پیشانی، بلند بینی، کمان ابرو،

دونوں ابرو میں فرق، سیاہ چشم شرمگیس، دانت سفید روشن اور جدا جدا، داہنے رخسار پر

خال سیاہ چہرہ نورانی ایسا روشن جیسا کہ کوکب دری ریش پر نبوہ کشادہ، ران عربی وضع،

اسرائیلی بدن، زبان میں لکنت، جب بات کرنے میں دیر ہوگی تو ران پر ہاتھ ماریں

گے۔ کف دست میں نبی ﷺ کی نشانی ہوگی۔ یہ سب احادیث صحیحہ سے لئے گئے ہیں۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ، یہ پیشین گوئی اور ایسی ہی مسیح موعود اور دجال شخصی کی ان سب

میں جو آنحضرت ﷺ نے مفصل طور پر حلیہ کا بیان فرمایا ہے۔ جس میں کسی قسم کا اشتباہ نہ ہو۔ گویا یہ

پیشین گوئی در پیشین گوئی ہے۔ یعنی غلام احمد قادیانی یا امثال اس کے مسیح موعود یا مہدی معبود

ہونے کا دعویٰ کریں گے اور بالخصوص غلام احمد قادیانی دجال شخصی کا منکر ہوگا۔ گویا آپ نے پہلے ہی

مفصل حلیہ بیان فرمانے سے ان کی تکذیب پر علامات بیان فرمادی ہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر

ایسے ایسے خلل اندازوں کا آنحضرت ﷺ کو علم اور اندیشہ نہ ہوتا تو بیان میں اتنے اہتمام کی کیا ضرورت تھی۔ ضرورت کی وجہ تو یہی ہے کہ یہ مدعیان امت مرحومہ کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

فسبحان من جعلہ ﷻ، ”حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم“ اپنی کمال خیر خواہی سے یہ بیان تفصیلی فرمایا ہے۔ ”هذا هو الحق فماذا بعد الحق الا الضلال والهادی هو الله المتعال“ پس چونکہ علامات مذکورہ بالا جو احیث صحیحہ متواترہ بالمعنی سے ثابت ہیں۔ اب تک ظہور میں نہیں آئیں۔ تو بنا بریں قادیانی کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معبود ہونے کا باطل صریح اور افترا محض ہے۔ اہل اسلام کو آئیہ، کریمہ ”ما اتا کم الرسول“ کو مد نظر رکھ کر اس کے دھوکہ سے بچنا ضروری ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الہدی ویتبع غیر

سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم و ساءت مصیراً“ (پ ۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس کا کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں اور کیا بری پلٹے کی جگہ ہے۔

پس اس آیت سے صاف ظاہر ہوا کہ جو شخص دیدہ دانستہ احادیث صحیحہ نبویہ واجماع امت مرحومہ کے عمل و اعتقاد میں مخالفت کرے۔ تو اس کے لئے حکم ارتداد و کفر ہے۔ (نعوذ باللہ منہا) اگر کسی شخص کو زیادہ تر تحقیق کی خواہش ہو تو کتاب سیف چشتیائی مصنفہ راس المحققین و رئیس المدققین پر صاحب گوڑوی مطالعہ کریں۔ تاکہ قادیانی کی دھوکہ بازی اور مکر سازی پر پوری پوری اطلاع پائیں۔

”وما علینا الا البلاغ“ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ و تنقید

از احقر العباد خا کپائے خدام درگاہ سیالوی غلام دستگیر بخود

دیشب بصبح گلشن از ناز خفته بودم

پرواز رنگ گلہا بیدار کرد مارا

حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مقصد اعلیٰ جھگڑوں اور بکھیڑوں سے کلیۃ الگ تھلگ رہنا اور اپنی پاک زندگی عبادت و معرفت میں بسر کر دینا، اور تشنگان جام وصال کو حقیقی زندگی کے چشمہ انوار تجلیات گونا گوں پر پہنچا دینا رہا ہے۔ اور چونکہ قریب قریب ہر ایک زمانہ میں مفسدہ پرواز اور مدعی لوگ خیالات فاسدہ کا دام بچھا کر خلق خدا کو گمراہ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے ان عاشقان لقائے محبوبی کا یہ ایک فرض ہوتا رہا ہے کہ، کتاب و سنت سے ان کے افترا کا شافی جواب دیا جائے اور اہل و نااہل کو جہاں تک ممکن ہو سکے ان کی پیروی سے بچایا جائے۔ گویا یہ لوگ ایک طرح سے ”انا لہ لحافظون“ کی صفات کے نیچے کام کر کے اس فرض کو بخوبی سرانجام فرماتے رہے ہیں۔ مگر کفر و شرک و بدعت و الحاد کا ابرغلیظ کسی حد تک ضرور دنیا داروں کی شامت اعمال بن کر ان کے پیچھے لگا ہی رہتا ہے۔ اور وہ ”صم بکم عمی“ ہو کر اس سایہ میں پناہ ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

ہمارا یہ زمانہ بہ سبب بعید ہونے زمانہ خاتم النبیین ﷺ (روحی فداہ) کے ہر ایک قسم کی رخنہ اندازیوں اور فتنہ پرداز یوں سے پر آشوب ہو رہا ہے۔ اور لوگ کتاب و سنت اور اتباع سلف صالحین کو چھوڑ کر اور ”تبتل الیہ تبتیلا“ کے احکام کو نظر انداز کر کے اپنے قیاسات کو رہنما بنا کر ظلمت و عصیان کی منجھار میں پڑے بے دینی کی لہروں کے تھپیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر اپنی لن ترانیوں کو نہیں چھوڑتے۔ انگریزی خواں اصحاب ضرور مجھ سے ناراض ہو جائیں گے مگر میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ ان میں زیادہ تر کی زندگی کا یہ مقصد ہو رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے سود کے جواز کا فتویٰ

حاصل کیا جائے اور غریب قوم کو دولت مند بنایا جائے۔ جائز مسائل سے یا ناجائز سے اور یہاں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لاہور کے ایک مفتی صاحب ان کی اس صدا پر لبیک کہنے کو تیار ہیں۔ بلکہ اس سود کے جواز کا فتویٰ جو ہر ایک قسم کی برائیوں کا مجموعہ، رشتہ اتحاد و الفت کا توڑنے والا، کمینہ اور ناجائز خواہشات کو ترقی دینے والا اور دوسروں کی کمزوری اور ضرورت سے فائدہ اٹھانے والا ہے، روز روشن میں دے رہے ہیں۔

ایں کاراز تو آید و..... چنیں کنند

یہ لوگ کہتے ہیں کہ بغیر سود کے گزارہ نہیں اور یہ ایسا ہی قول ہے کہ جیسے کوئی کہے اور کہے کیا بلکہ بہت سے حجت باز بڑے زور سے کہا کرتے ہیں کہ فی زمانہ جھوٹ سے پرہیز ممکن نہیں۔ حضرت! یہ ترلقمہ کو چھوڑنے والی بات ہے۔ ”لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون“ آہ حجت باز یوں اور حرص و ہوا کو کون چھوڑے، وہی جن کو خوف خدا اور رسول ہو۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی لیکن

تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

کچھ عرصہ ہوا کہ میرے ایک مہربان جو (بی۔ اے) کی سند یافتہ ہیں اور علوم دینی سے کما حقہ واقفیت کا دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ اسی سود بے سود کی نسبت مجھ سے کہنے لگے کہ علماء دین کا جواب اس بارے میں صرف احادیث کا پیش کر دینا ہے اور وہ زمانہ کے حالات پر نظر نہیں ڈالتے اور صرف احادیث سے ہمیں تسلی نہیں ہو سکتی۔ (نعوذ باللہ من ذالک الایمان) میں نے کہا ہاں احادیث سے بے ایمانوں کی تسلی کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ بجا فرماتے ہیں ”اللہم زد فزد“ شکایت بے مصرف گلہ و شکوہ بے جا دلائل بے مدعا اور لکھنا اور کہنا اور سننا بے حصول۔

ہم تو کہنے کو حال دل کہہ دیں

سننے والا نظر نہیں آتا

خیر ہم بھی بمصداق:۔

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد

گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

ان کا پیچھا کبھی نہیں چھوڑیں گے اور کیا عجب ہے کہ کوئی اصلاح پزیر

دل اس سے متاثر ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ، ضیاء الکاملین و انوار شمس العارفين دین پناہ

حضرت حافظ محمد ضیاء الدین فیض عالم و عالمیان متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ و لقاہ کو چار و ناچار

بجواب رسالہ بلوچ خاں مرزائی قلم اٹھانا پڑا۔ تاکہ جہلا کو اس کے دام تزویر سے بچایا جائے۔ حضور

نے جن کا ہر ایک لمحہ خلق خدا کی دستگیری میں گزرتا ہے۔ اور جو مشکوک و اوہام کے ازالہ کیلئے ہر وقت

مستعد رہتے ہیں۔ منشی کو پاس بٹھا کر دو روز میں یہ رسالہ ختم کر دیا اور احقر کو اشاعت کے لئے سپرد

کر دیا۔ مگر بندہ عاجز ایک ماہ کامل غافل رہا امید کہ حضور حلقہ بگوش کی طبعی کمزوریوں کو پیش نظر فرما

کر اس گستاخانہ دلیری کو معاف فرمائیں گے۔

گل ہیں تو تمہارے ہیں و گرنہ خار تمہارے

اور مسٹر بلوچ خاں کی خدمت میں تو یہی عرض کافی ہے۔

اگر دیر آدم شیر آدم شیر

حضور ضیاء العارفين نے کتاب و سنت سے صاف صاف الفاظ میں کہ ہر ایک کی آنکھ

میں باسانی آسکیں۔ اور نیز دلائل قاطعہ و برہان ساطعہ سے بخوبی واضح فرما دیا ہے کہ، مرزا

صاحب مسیح موعود و مہدی زماں ہرگز نہیں تھے۔ اب ان صاف اور روشن استدلال کو ماننا اور ضد کو

چھوڑ کر عقائد صحیحہ کی طرف رجوع کرنا قلب سلیم کا کام ہے۔ مگر مجھے ہرگز امید نہیں کہ یہ لوگ

تعصب کو چھوڑ دیں گے یا کم از کم حضرت ممدوح کی تحریر کو پڑھیں گے۔ ان کو سیف چشتیائی سے کیا

فائدہ حاصل ہوا۔ یعنی بقول شریف حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہ۔ ”میں

نے فیوضات مدینہ آپ کے سامنے پیش کئے ان سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا جو اب فتوحات مکی

سے ہوگا۔“ (مولوی نور الدین صاحب نے پیر صاحب ممدوح کی خدمت بابرکت میں لکھا تھا کہ آپ فتوحات مکی کے بڑے عالم ہیں مگر آپ نے اپنی تصنیف میں ان خیالات کو پیش نہیں کیا۔ چنانچہ اس کے جواب میں پیر صاحب کی جانب سے مذکورہ بالا فقرہ مرقوم ہوا تھا) نہ سمجھتے ہیں نہ غور کرتے ہیں نہ کچھ سوچتے ہیں۔ دور از قیاس تاویلات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ الفاظ کے ظاہری معانی کو چھوڑ دینے کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ جہلا اور کم فہم لوگوں کو تعلیم سے بالکل الگ کر دیا جائے۔ اور ”فاتوا بسورة من مثله“ کے ایک رخ کو چھوڑ دیا جائے۔ تاویلات (اور وہ بھی سلف صالحین کے اقوال کے ہرگز منافی نہ ہوں) وہ تو اہل باطن کا حصہ ہے اور اہل ظواہر (جن کی نظر کمالات روحانیہ تک نہیں پہنچ سکتی) کے خیال خام و پیچیدگیوں کی طرف مائل کرنا فاش غلطی ہے۔ بھلا خیال تو کیجئے کہ تابعین، تبع تابعین علمائے عظام اور صوفیائے کرام (جو اہل زبان اور صرف و نحو و اصول و منقول سے بخوبی واقف تھے) سے تفاسیر کے بیان کرنے میں قصور ہوا اور چودھویں صدی میں پنجاب میں پیدا ہوئے۔ انہیں پر کمالات باطنیہ اور حقائق و معارف کا دروازہ کھلا اور وہ سب کے سب اندھیرے میں تیر چلاتے رہے۔ اور معانی کو بالکل نہ سمجھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو مارنے کا کام ان ہی کے سپر ہوا۔ غور کیجئے! کہ بقول مرزا صاحب ”جو لوگ مر جاتے ہیں وہ اس زمین پر پھر ہرگز واپس نہیں آتے“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر کر کیوں واپس آئے؟ قبر تو ان کی ہو کشمیر میں (یہ مرزا صاحب کا قول ہے) اور اٹھ کر حلول کر آئیں۔ مرزا صاحب قادیانی میں (مبعوث تو ہوئے اور جگہ کے لئے اور لوگوں کے لئے اور قوم کی جفاؤں سے تنگ آکر بھاگ آئے کشمیر میں۔ شاید اس لئے موسم گرما میں ان کی امت شملہ جا کر آرام کرتی ہے۔) حضرت یہ تو فرمائیے کہ مرزا صاحب مسیح موعود تھے۔ کن معنوں میں؟ کیا یہ وہی ابن مریم تھے، جو بقول آپ کے کشمیر میں مدفون تھے اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے ہیں۔ یا ان کی روح ان میں حلول کر آئی۔ آپ کہتے ہیں کہ مثیل مسیح تھے۔ چہ خوش، مثل ہونے سے آپ کی کیا مراد اور اس کے کیا معنی؟ اس پر طرہ یہ کہ مہدی بھی تھے اور کرشن تھی۔ یک نشد و شد بلکہ سہ شد!!! میں پوچھتا ہوں



کہ رام چندر جی اور گوتم بدھ کیوں نہ ہوئے؟

حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لا کر پھر وفات پا گئے۔ لیکن کفر و شرک اسی طرح باقی رہا۔ اور دجال اور اس کی ریلیں اب تک چلتی ہیں۔ اور شاید قیامت تک اسی طرح چلتی رہیں۔ بلکہ اس گدھے میں کئی قسم کی نئی سے نئی ترقیاں ہوتی رہیں گی۔ مگر دجال کا قلع و قمع کرنے والے دجال کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ اور اب سر و پا کی ہوش نہیں شاید حضرت عیسیٰ پھر تیسری بار تشریف لائیں۔ اور اب دیکھیے کس کی قسمت کھلتی ہے۔ مولوی صاحب تو اس نعمت سے محروم رہے جاتے ہیں۔

اب لیجئے الہامات کو جو آسماں کے ستاروں سے بھی زیادہ منجانب مرزا صاحب شائع ہوئے۔ جہاں کوئی مخالف پیدا ہوا۔ الہام کی ڈگری اٹھائی اور اس کے سر پردے ماری۔ نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور جہاں کہیں کوئی الہام غلط نکلا اور اکثر الہام آپ کے غلط ثابت ہوتے رہے، تو بعد ازاں اس کے معنوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ تعجب ہے کہ جو پیشین گوئیاں انسان اپنی طرف سے شائع کرے اس میں بھی تاویلات کی گنجائش رہے۔ کیا الہامات شخصے کے نہ ماننے والا کافر قرار دیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور پھر رحمانی اور شیطانی الہاموں کا فیصلہ کون کرے۔ صرف کتاب و سنت اور اجماع امت یا جو خواب بن کر کسی کی آنکھوں میں سما جائے۔ جہاں کہیں کوئی آفت سماوی یاارضی واقع ہوئی جھٹ الہام کا فتیلہ داغ دیا۔ یعنی بلی کے بھاگوں بنکا ٹوٹا۔ کوئی تو رحمۃ للعالمین بن کر دنیا میں تشریف لائے اور اغیار کے لئے بددعا تک نہ کرے اور کوئی دن میں کئی کئی بار لوگوں کے لئے بددعا کرے اور ان پر موت کا فتویٰ صادر کرے اور عورتوں کی طرح (وہ بھی جب آپس میں لڑتی ہیں تو ایک دوسری سے کہہ دیتی ہے۔ اللہ کرے تو مرجائے۔ تیرے بچے مرجائیں) جھٹ تو تو ، میں میں“ میں اتر کر مد مقابل کو ایک کی جگہ ہزار سنائے۔

بہ میں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

آپ زلزلے ساتھ لیکر نکلے تھے اور اچھا ہوا کہ آپ تشریف لے گئے۔ اور زلزلوں کو بھی ساتھ لے گئے اور اگر اب آئندہ کوئی زلزلہ آیا تو ہم تو یہی سمجھیں گے کہ یہ بھی انہیں میں سے کسی کی تازہ تر

عنايات کا ثمرہ ہے۔ نعوذ باللہ من قولى۔“

کسی کی جان گئی آپ کی ادا تھہری

اب لیجئے! آپ کی زبان کو دعویٰ تو تھا حضرت کو نبوت کا مگر زبان دانی میں آپ تھے ”انا  
افصح العرب والعجم“ کے بالکل خلاف۔ نمونہ ملاحظہ ہو اور جن الفاظ پر خط کھینچے گئے ہیں ان کی خوبی  
اور سلاست دیکھئے۔

ایک اشتہار میں آپ لکھتے ہیں کہ ”خاص کر پیسہ اخبار کے اڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے  
بہت سا حصہ لیا۔ (ٹھٹھے یا مٹھائی)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔ ”ممکن نہیں کہ جس شرط پر میں لوگوں کو بیعت میں داخل کرتا  
ہوں۔۔۔ اس پر مضبوط پنچے مار کر پھر بھی کوئی شخص مورد عذاب الہی ہو۔“ (مضبوط پنچے  
کس پر مار کر اور پنچے کس کا؟ پنچے کو خوب شکنجے میں کھینچا ہے۔) شاعری میں بھی (اگرچہ ہے یہ بھی  
پینغمبروں کی سنت کے خلاف) آپ نے کمال دکھایا ہے۔ حضرت! الہاموں کا تو گزارہ ہو سکتا ہے  
مگر شاعری کے بازار میں کھوٹی نکسال کا کھوٹا سکہ ہرگز نہیں چلتا۔ اور شعر کہنا کوئی خالہ جان کا گھر نہیں۔  
پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی

سونے والو جاگو جو یہ نہ وقت خواب ہے

جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمین زیرو زبر

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سراہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم

نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

(نثر ہی میں لکھ دیتے تو اچھا ہوتا مگر یہ نظم یہ نثر ہے۔ داغ اور میر کی روح صدمہ پہنچانے والی۔)

یہ مٹتے نمونہ میں نے پیش کیا ہے۔ ناظرین باقی خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ حضرت خدا کی توحید

ثابت ہو چکی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہو چکے۔ (خاتم کے معنی آپ کرتے ہیں، مہر لگانے والا۔ یہی سہی مگر مہر تو کسی چیز کو بند کرنے کے بعد اس پہ لگائی جاتی ہے۔ آپ کے وضع کردہ معنی کہ مہر لگا کر دوسروں کو بھیجنا ہرگز نہیں ہو سکتے) آئندہ کے لئے باب نبوت بند کر دیا گیا۔ دیکھو! ”الیوم اکملت لکم دینکم“ دین اسلام عین مکمل ہو چکا۔ (اگر مکمل نہیں ہوا تو قادیانی صاحب اسے مکمل نہیں کر سکتے۔ یعنی آئندہ اور نبیوں کی بھی ضرورت رہے گی) یہ پیالہ مئے عرفان سے ایسا لبریز ہوا کہ ایک قطرہ کی بھی گنجائش نہ رہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کل معارف و حقائق کو بخوبی واضح فرما گئے۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک  
 بزم را روشن ز نور شمع ایماں کردہ  
 اے کہ صد طور است پیدا از نشان پائے تو  
 خاک یثرب را تجلی گاہ عرفان کردہ  
 اے کہ ہم نام خدا باب دیار علم تو  
 امی بودی و حکمت را نمایاں کردہ  
 بے عمل را لطف تو لا تقنطو آموز گشت  
 بسکہ دابر ہر کے باب دبستاں کردہ

دین میں نئی باتیں نکالنے والے (جو منافی عقائد اجماع امت ہوں) بدعتی کے نام سے منسوب ہوئے۔ اب آپ کے الہاموں کی کیا ضرورت۔ کیا آپ کے الہام ضرورت وحی کو پہلو میں لئے ہوئے ہیں؟ کیا بزرگان دین نے الہاموں کو اس طرح شائع کیا ہے۔ اور عوام الناس پر ان کے ذریعہ سے حجت کو روار کھا ہے۔ اس طرح تو ہر کوئی کہہ سکتا ہے کہ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اور ہر کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ پھر آپ کس کس کو مانیں گے۔ وہ بھی اپنی جدا گانہ تاویلیں کریں گے۔ مگر فیصلہ کون کرے گا؟ آپ نہیں اور ہم نہیں صرف کتاب و سنت اور اجماع امت۔

ہزار نکتہ باریک ترزموایجاست نہ ہر کہ علم بدانند پیغمبری دارد  
 اور پھر اب تو یہ عیسیٰ مر گئے۔ اب کیوں اتنا کھڑا کہ ہے؟ میں نے نہایت مختصر سا لکھ دیا ہے اور اب التجا  
 ہے کہ آپ لوگ حضرت صاحب سیالوی ادا م اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ کو ہی مان لیں تو بڑی بات ہے۔  
 ”واللہ یهدی من یشاء الی صراط المستقیم“

خاکسار غلام دستگیر خاں بجنورد



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام در روشنی شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص (زید) کہتا ہے کہ قادیانی مرتد ہیں اور ان کی اولاد اہل کتاب۔ جبکہ دوسرا شخص (بکر) کہتا ہے کہ قادیانی ملحد و زندقہ ہیں اور ان کی اولاد اور اولاد بھی مرتد و زندقہ ہے۔ مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو کہ مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب میں داخل ہو جائے۔ اور زندقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کہ مذہب اسلام میں داخل نہ ہو۔ عقائد کفریہ رکھا ہو، دعویٰ اسلام کا کرتا ہو اپنے عقائد کفریہ کو اسلام سمجھتا اور بتلاتا ہو جیسا کہ حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری کفار الملحدین میں فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۴۰۹، ۴۱۰ سے نقل کیا ہے کہ، ”زندیق اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرتا ہے اور فاسد عقائد کو ایسی صورت میں پیش کرتا ہے اور رواج دیتا ہے کہ وہ سرسری نظر میں صحیح معلوم ہوتے ہیں۔“ (اذا را الملحدین مترجم ۹۱ مطبوعہ مکتبہ لدھیانوی کراچی)

اور قادیانی متعدد عقائد باطلہ کی وجہ سے متفقہ طور پر زندقہ ہیں۔ لہذا ان کی اولاد چاہے ان کی نسلیں ہی کیوں نہ بدل جائیں سب زندقہ ہیں۔ ان کو اہل کتاب کہنا صحیح نہیں۔  
براہ کرم!

قرآن و سنت کی روشنی میں مکمل و مدلل وضاحت فرمائیں کہ نسلی قادیانی زندقہ ہیں یا اہل کتاب؟ قادیانیوں کے ساتھ شرعی معاملات مثلاً نکاح اور ذبیحہ وغیرہ میں زندقوں سا معاملہ کریں گے یا اہل کتاب والا؟ بینوا تو جروا۔ والسلام

عبدالستار حیدری احمد پوری،  
حضور باغ روڈ، ملتان پاکستان۔

باسمہ سبحانہ عم امتنانہ

## الجواب وهو الموافق للصواب

مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداس پور نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جس وقت سے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے اس کے بعد اس دعویٰ پر قائم رہا ہے اس کی تمام کتابوں میں بالصراحت موجود ہے۔ نبوت اور نزول وحی کا مدعی ہے حتیٰ کہ وہ اور اس کے تمام پیرو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے قادیان اور ربوہ کو فوقیت دیتے ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، اس کے پیروکار اسے نبی مانتے ہیں۔ اور جو شخص اس کو نبی نہ مانے اس کو کافر یقین کرتے ہیں۔ حضور اقدس محبوب کبریا جناب حضرت رحمت للعالمین ﷺ کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت قطعی ارتداد اور کفر کو مستلزم ہے تا قیام قیامت یہی حکم ہے کذاب یمامہ، مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں کے دعویٰ کے بارے میں خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہی فیصلہ ہوا سپر اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور یہی حکم اہل اسلام میں تا قیام قیامت جاری و ساری رہے گا۔ یہی عقیدہ شرط ایمان ہے اور حضور اقدس آخری نبی ﷺ ہیں۔ اور حضور انور ﷺ کی امت آخری امت ہے اور اس کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ علاوہ ازیں مرزا غلام احمد قادیانی جہاد کا منکر ہے۔ وہ اپنی کتابوں میں لکھتا ہے کہ جہاد منسوخ ہو چکا ہے۔ اور جہاد ایک خونی مذہب ہے جس کو مٹانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اور یہ کہ:

چھوڑ دو اب دوستو جہاد کا خیال  
حرام ہے دین کے لئے لڑنا اور قتال

(در ثمنین، مصنفہ مرزا)

اب علاوہ اس کے کہ جہاد فی سبیل اللہ اسلام میں صرف یہی مفہوم رکھتا ہے کہ دشمنان اسلام کے خلاف مدافعتاً جنگ کیا جاوے اور اسلام کے خلاف ان کے ناپاک عزائم کو مٹایا جاوے اور ان کے حوصلے پست کئے جاویں جیسا کہ شروع سے لیکر آج تک اسی صورت میں اور اسی مقصد کے تحت جہاد ہوتے رہے جو اولین شعائر اسلامیہ میں شمار ہوا اور اسی کی بدولت مسلمانوں کو امن و

سکون کے ساتھ عبادات لہیہ نصیب ہوئیں اور دشمنوں کے خوف سے مسلمان محفوظ رہے تو اسی جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے مرزا جی کو نبوت کے دعویٰ پر آمادہ کیا گیا تا کہ ۱۸۵۷ء کے بعد حکومت انگریزی کے خلاف مسلمان جہاد کرنا حرام اور ناجائز ہونے کا عقیدہ بنالیں۔ ابن عساکر اور کنز العمال حدیث شریف کی معتبر کتابوں میں صحیح حدیث موجود ہے کہ ”مشرق کی طرف سے ایک فرقہ نکلے گا جو یہ کہے گا کہ جہاد حرام ہے خبردار وہ فرقہ جہنم کا ایندھن ہوگا“ جہاد تو آسمان سے جب تک بارش برستی رہے گی اور زمین انگوریاں اگاتی رہے گی مسلمانوں کے لئے سرسبز و شاداب میٹھا اور باعث برکت رہے گا۔

” لا یزال الجہاد جلو۱ احضرا ما مطرت السماء و انبت الارض  
سنیثا نشو من قبل المشرق یقولون لا جہاد ولا رباط اولئک لہم  
وقود النار رباط یوم فی سبیل اللہ خیر من عتق الف رقبة بل و صدقة  
اہل الارض جمیعا“

(کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ کتاب الجہاد فی باب الرباط)

اب فرمان اقدس کے مطابق منکر جہاد کو جہنم کا ایندھن یعنی کافر یقین کرنا فرض ہے تو اسلام سے خارج فرقہ بہر صورت مسلمانوں سے الگ ہے اور مرتد کی سزا بے شک قتل ہے۔ مگر یہ سزا صرف حاکم ہی دینے کا مجاز ہے۔ افراد رعیت کو نہیں کہ وہ از خود حدود اور تعزیرات قائم کرتے رہیں۔ حدود اور تعزیرات حکومت ہی کے اختیار میں ہے اور غیر مسلم لوگوں کو اسلامی ملک میں رہائش کے قوانین موجود ہیں۔ اب مندرجہ بالا سوال کہ یہ زندیق ہیں یا مرتد، کافر ہیں یا اہل کتاب ہیں۔ سراسر الجھن میں ڈالنا ہے۔ جس میں کلام تطویل لا حاصل ہے۔ پھر ان کی اولاد کے متعلق سوال سراسر فضول ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم

غلام احمد عفی عنہ

مدرس دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف ضلع سرگودھا۔

۲۰۰۲/۷/۳

وابستگانِ آستانہ عالیہ سیال شریف کیلئے اعلانِ مسرت

فوزِ المقال فی خلفاءِ پیر سیال

==== کی جلد چہارم / پنجم اور ششم ====

پوری آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ شائع ہو گئیں۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ رحمۃ الباری اور ان کے خلفاء کبار کی دینی، علمی، تدریسی، ملی، سیاسی، اصلاحی، روحانی اور عمرانی خدمات کا جائزہ۔

تالیف لطیف

مریدِ باکمال جناب حاجی محمد مرید احمد چشتی

ناشر

انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، ایس ٹی ۳۱، بلاک نمبر ۲، کہکشاں کلفٹن کراچی۔

سعادتِ طباعت: سید السادات سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی مدظلہ العالی

ملنے کے پتے

مکتبہ ضیائے شمس الاسلام، سیال شریف، سرگودھا۔


مکتبہ مجلس شمس الاسلام پنڈی، سید پور ضلع جہلم۔


دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی، کراچی۔


ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔



## اطلاع

فوز المقال فی خلفائے پیرسیال (مختلف جلدیں) 

انوارِ قمریہ (مکمل ۳ مجلدات) 

مذہبِ شیعہ 

معیارِ اسیح اور دیگر 

مطبوعاتِ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ

حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں۔



ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی۔





﴿انصاف پسند قارئین﴾

آستانہ عالیہ سیال شریف کے متوسلین  
شیخ الاسلام و المسلمین کے مریدین

کی

﴿اطلاع کے لئے!﴾

شیخ الاسلام، خواجہ خواجگان، علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ رحمۃ الباری

کی

تالیف لطیف

”مذہبِ شیعہ“

کمپیوٹر کمپوزنگ، سفید کاغذ، سادہ مگر دلربا ٹائٹل اور مناسب قیمت

پر درج ذیل پتہ سے حاصل کریں۔

مکتبہ قمر الاسلام : دارالعلوم قمر الاسلام، سلیمانہ، پنجاب کالونی

فون : 5376793-5376884 فیکس : 5830837